ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

الهلال

قیمت سالانہ ـ ۸ روپیہ | ایک ہفتہ وار مصور رسالہ | ششماہی ـ ٤ ۱۲ آنہ

جلد ٦ | کلکتہ : ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ | نمبر ۱

فہرس

(مضامین)		(تصاویر)	
تمہید افتتاحی	۱	السید جمال الدین الافغانی	۳
مقالات	۳	شیخ محمد عبده المصری	٤
ناموران غزوۂ طرابلس	٦	سید محمد رشید رضا الحسینی	٥
کارزار طرابلس	۱۳	یوز باشی جاوید بك	۱۰
افسانۂ عجم	۱۹	شیخ سلیمان بارونی مع جماعت مجاهدین	١٤
اقصاے مغرب	۲۰	(عزیزیہ) مین عثمانی کیمپ	۱۳

قیمت فی [illegible] ۳ آنہ

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الهلال

قیمت سالانه
٨ - روپیه - ششماهی
٤ - روپیه ١٢ آنه

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکته

ایک هفته وار مصور رساله

نمبر ١ — ١٣ جولائی ١٩١٢ ع — جلد ١

الهلال

١٣ جولائی ١٩١٢

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمدك اللهم . و نستغفرك و نستعین بك و نستهدیك . و نتوکل علیك . و نسألك العفو و العافیة والتوفیق للعمل بما یرضیك . و نصلی و نسلم علی نبیك المصطفی . و حبیبك المجتبی ، الذی ارسلته (کافة للناس بشیرا و نذیرا ٣٤ : ٢٨) (و داعیا الی الله باذنه و سراجا منیرا ٣٣ : ٤٩٠) . و اتیته کتابا (یهدی للتی هی اقوم . و یبشر المؤمنین الذین یعملون الصالحات . ان لهم أجراً کبیرا ١٧ : ٨) فنا (رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق . و اجعل لی من لدنك سلطانا نصیرا ١٧ : ٨)

٭ ٭ ٭

جگونه می بعیان آورم درین مجلس
که باده حوصله سوزست و جمله بدمستند

سنه ١٩٠٦ کو موسم سرما کی آخری راتین تهین جب امرتسر مین میری چشم بیداری نی ایك خواب دیکها انسان کو ارادون اور منصوبون کو جب تك ذهن و تخیل مین هین . عالم بیداری کا ایك خواب هی سمجهنا چاهئی ، کامل چهه برس اسکی تعبیر کی عشق آمیز جستجو مین صرف هوگئی ، امیدون کی خلش . اور ولولون کی شورش نی همیشه مضطرب رکها . اور یاس و قنوط کا هجوم بار ها حوصلهٔ و عزم پر غالب آ گیا لیکن الحمد لله که ارادے کا استحکام اور توفیق الٰهی کا اعتماد هر حال مین طمانیت بخش تها . یهان تك که آج اس خواب عزیز کی تعبیر عالم وجود مین پیش نظر هو : هذا تاویل رؤیای من قبل . قد جعلها ربی حقا (١٢ : ١٠٢) .

٭ ٭ ٭

اگرچه ایك هفته وار اخبار کی اشاعت اُردو پریس کی موجوده حالت کی لحاظ سی اسقدر ارزان اور سهل کام هی ، جسکو لئی چهه هفتو کا انتظار بهی شاید ضرورت سی زائد فرصت هو ، ایك زود نویس کاتب کا ارزان وقت چار پتهر اور ایك کاٹهه کا دست پریس یه تین ضروری اجزا هین . جسکو جمع کرلینی کی بعد اردو اخبار کا دفتر بالکل مکمل هو جاتا هی لیکن ابتدائی خیال سی جو اعلی پیمانه پیش نظر تها ، طبیعت نی گوارا نهین کیا که مشکلات سی شکست کها کر اسی بهلادیا جاے . اگر پریس کی مشکلات کی علاوه دیگر موانع پیش نه آتی تو غالباً پچهلی سال سی اخبار جاری هوجاتا . اور اس وقت اپنی موجوده جگهه سی باره مهینو کی راه آگی هوتا . لیکن مشیت الٰهی همارے مصالح کا هم سی بهتر

فیصلہ کرتی ھے ۔ اور معرفت الٓہی کا ایک بڑا سبق انسان عزائم کی شکست ھے ۔ عرفت ربی بفسخ العزائم ۔ یہ پورے چھہ سال کا زمانہ جن واقعات و حوادث کے ساتھہ گذرا ۔ اسکی تفصیل ایک داستان طویل ھے ۔ جسکا دھرانا شاید بے نتیجہ ہو لیکن بے لطف تو ضرور ھے ۔ اس الم کدۂ حیات مین ہر لمحہ جو گذرتا ھے ۔ نہین معلوم کتنی زندگیون کے الام و مصائب کی داستانین اسمین ختم ہوتی ہین ۔ اور کتنی شروع ہوتی ہین ۔ کارخانۂ عالم کی محنت پسندی کا یہی قانون ھے ۔ اور انسان شکایتون کی اسے پروا نہین ۔ پھر ان لاتعدو لاتحصی زندگیون مین سے صرف ایک بے اثر زندگی کی ناکامیون کی کہانی سننے والون کیلئے کیا دلچسپ ہوسکتی ھے ؟

* * *

زندگی کے مشکلات اور مصائب کا سلسلہ ہمیشہ غیر منقطع رہا ۔ ناگہانی حوادث کے پیہم حملون نے کبھی دم لینے کی مہلت نہ دی ۔ علائق کی زنجیرین ۔ جو پیشتر بھی کچھہ کم وزن نہ تھین ۔ شاید دل کی وارستگی کو بڑھتا دیکھکر اور زیادہ بھاری کردی گئین ۔ جن افکار و ترددات کا تصور بھی طبیعت پر شاق تھا ۔ زمانے کے حکم سے برسون اسمین کاٹنے پڑے ۔ صحت و تندرستی ۔ جسکے بغیر حیات جاوید کو بھی کوئی قبول نہ کرے ۔ وہ روز اول ھی سے ایک لب مرگ اور سریع الفنا زندگی کے ساتھہ دی گئی تھی اور جتنی کچھہ بھی تھی ۔ اس نے بھی دائم المرضی سے غالباً ہمیشہ کیلئے جگہ بدل لی ۔ پھر ان سب سے زیادہ اُمید و انتظار کے دو متضاد عنصرون کی آمیزش تھی ۔ جنمین سے ہر ایک کا تقاضا دوسرے کا مخالف تھا ۔ انسان کی ساری مصیبتین اُسکی اُمید پرستی کا نتیجہ ہین ۔ اور فی الحقیقت یاس مین کامیابی سے بھی بڑھکر سکون ھے ۔ مشکل یہ تھی کہ اُمید کی روشنی بجھنے کی جگہہ دھیمی کردی جاتی تھی ۔ اور یاس و بیم کے دامن کو ہوا دینے کی اجازت نہ تھی ۔ منزل مقصود گو ہمیشہ دور رہا ۔ مگر نظرون سے کبھی غائب نہوا ۔ اور قافلہ گو نظر نہین آیا ۔ مگر صدائے جرس نے ہمیشہ اسکے وجود پر شہادت دی ۔ مین اگر قافلۂ و منزل کا ذکر کرتا تھا ۔ تو غلط نہ تھا ۔ لیکن رفیقان بے خبر ہنستے تھے کہ منزل کا نشان اور قافلے کا پیش خیمہ کہان ھے ؟

من گنگ خواب دیدۂ و عالم تمام کر
من عاجزم ز گفتن و خلق از شنیدنش

ومن ایاته یریکم البرق خوفاً و طمعاً ۔ وینزل من السماء ماءً فیحی به الارض بعد موتها ۔ ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون (۳۰ : ۲۴)

اگرچہ وہ تمام موانع ۔ جنکا تعلق خود میری زندگی سے تھا ۔ اب بھی بدستور قائم ہین ۔ اور شاید مشیت الٓہی یہی ھے کہ آخر تک قائم رہین ۔ لیکن الحمد للہ کہ کام کی مشکلات ایک حد تک ختم ہوچکی ہین ۔ اور اگر راہ کانٹون سے خالی نہین ۔ تو پانون بھی اب زخمون اور آبلون کے عادی ہوگئے ہین ۔ فرصت و جمعیت کا انتظار کب تک ۔ اور عنقا کی جستجو مین صحرا نوردی تا بکے ؟ برسون اس تلاش محال مین صرف کردئیے ۔ اور ہمیشہ ناکامی کے ہاتھہ کامیابی کو پیغام بھیجا ۔

این رسم و راہ تازہ ز حرمان عہد ماست
عنقا بروزگار کسی نامہ بر نبود

ہمارے وہ احباب ۔ جنکو اس ارادے کا علم تھا مگر ہمارے حالات کا علم نہ تھا ۔ ان گذشتہ سالون کے اندر طرح طرح کے خیالات و ظنون سے طعنہ زن رہے ۔ بعضون نے اس متصل تاخیر کو طبیعت کی بے استقلالی و تلون مزاجی کا نتیجہ سمجھا ۔ بہتون نے قوت ارادی کے ضعف سے اسے منسوب کیا ۔ اور بعض نے تو فیصلہ ھی کردیا کہ فکر و تصور سے زیادہ اس ارادے کی قسمت مین اور کچھہ نہین ھے لیکن : وما لہم بہ من علم ۔ ان یتبعون الا الظن ۔ و ان الظن لا یغنی عن الحق شیأً ۵۳ : ۳ ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم ۴۹ : ۶ و لکن اکثر الناس لا یعلمون (۴۸ : ۵۸)

گردیر برآئیم ز گرداب ۔ میندیش
کاندر طلب گوہر نایاب نشستیم

* * *

« الہلال » کی اشاعت ہمارے قدیمی ارادونکے سفر کا آغاز ھے ۔ اور فضل الٓہی سے امید ھے کہ اب بہت جلد اپنے ارادے کے اعمال مہمہ مین مصروف ہو سکین گے ۔ ایک اردو ہفتہ وار رسالے کی اشاعت کیلئے برقی طاقت سے چلنے والی مشینون کی ضرورت نہ تھی ۔ اور نہ کسی وسیع پریس کے متعلقات و آلات کی ! ۔ اور نہ ایک اردو کا ہفتہ وار اخبار ملک کی موجودہ حالت کے لحاظ سے اتنی حیثیت پیدا کرسکتا ھے کہ کسی بڑے پریس کو اپنے اعتماد پر قائم رکھہ سکے ۔

پهر وه خواه کتنے هي وسيع پيمانے پر جاري کيا جاے ' ليکن
کوئي ايسا مقصد زندگي نهين هوسکتا جسکا انتظار ' شب هاے
اميد کي بے چينيون ' اور روز هاے تلاش کے اضطراب کا حقدار هو '
خدا کے بخشے هوے دل و دماغ کي يه ناقدري و تحقير هے '
اگر اسکے مقاصد کا سدرة المنتهى اس سے زياده بلند نهوسکے - پس
يه جو کچهه کيا جا رها هے ' در حقيقت چند عزائم عظيمه هين '
جنکي طرف بتدريج متوجه هونا هے ! اور مين نهين جانتا که کل
کا کيا هو؟ : و ما تشاؤن الا ان يشاء الله ' ان الله کان عليما حکيما

اس وقت بهي ' جبکه يه سطور لکهه رها هون ' وه عالم السرائر '
اور دانندۂ خفاياے قلوب ديکهه رها هے که طرح طرح کي جان فرسا
پريشانيون کا محاصره ميرے گرد و پيش هے - اور آلام و مصائب
کے هجوم سے کاروبار حواس بالکل درهم و برهم ' اور ايک لمحه
کيلئے بهي جمعية خاطر ميسر نهين ! ليکن جوشے شايد ملنے والي
نهين ' اسکے انتظار مين کب تک زندگي کو معطل رکها جاے ؟
انسان کي سب سے بڑي کمزوري يهي هے که وه خود بخود ايک
بے وجه توقع قائم کرے ' پهر ناکامي کي شکايت مين عمر بسر
کر ديتا هے : حالانکه يه کيون ضروري سمجهه ليا گيا هے که زندگي
کو سکون و طمانية کے ساتهه کتنا چاهيے ' اور اسکے لئے کيا امر مانع هے
که آلام و مصائب هي هميشه پيش نه آئين ؟ تيرنے والے دريا
مين رهکر دريا کے پار چلے جاتے هين - مگر دريا سے ڈرنے والون کو
کشتي کے اندر بهي چين نصيب نهين هوتا - مصائب حيات زندگي
کے ساتهه هين ' اور ساتهه هي ختم بهي هونگے ؛ پس کام کرنے والون
کو آن پر ماتم کرنے کي جگهه ' کوشش کرني چاهئے که انکي
دائمي رفاقت کو گوارا بنا لين - اور دريا سے نکلنے کي سعي بے سود
کي جگهه ' تيرنے کي کوشش کرين ' ورنه ساري عمر هاتهه پاؤن مارنے
مين ختم هوجاے گي ' اور کنارے تک رسائي نصيب نهوگي :

هزار رخنه بدام و مرا زساده دلي
تمام عمر در انديشۂ رهائي رفت

البته اس خداے حي و قيوم جسکے کان فريادرس کے سننے
کيلئے هر وقت طيار ' اور نغمۂ " امن يجيب المضطر اذا دعاه " سے
عشق نواز هر قلب مشتاق هين ' اور جسکي آنکهين کسي حال
مين بے خبر نهين اور هر آن " ان ربک لبالمرصاد " کي
تشتي لگے هوے هين : يه آخري التجا هے ' که اگر وه مجهه
مين سچائي اور خلوص کي کوئي سرگرمي ديکهتا هے ' اگر اسکي
ملت مرحومه اور اسکے کلمۂ حق کي خدمت کي کوئي سچي
تپش ميرے دل مين موجود هے ' اور اگر واقعي اسکي راه مين
قدربت اور خود فروشي کي ايک آگ هے ' جسمين برسون
سے بغير دهوين کے جل رها هون ' تو اپنے فضل و لطف سے مجهے
اتني مهلت عطا فرماے که اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے
ديکهه سکون - ليکن اگر يه ميرے تمام کام محض ايک تجارتي
کاروبار ' اور ايک دکاندرانه شغل هين جسمين قومي خدمت
اور ملت پرستي کے نام سے گرم بازاري پيدا کرنا چاهتا هون ! تو
قبل اسکے که مين اپني جگهه پر سنبهل سکون ' وه ميري عمر
کا خاتمه کردے - اور ميرے تمام کامون کو ايک دن بلکه ايک
لمحه کيلئے بهي کاميابي کي لذت چکهنے نه دے - باغون کے سرسبز
و ثمردار درختون کي حفاظت کي جاتي هے ' مگر جنگل کے خشک
درختون کو جلانا هي چاهئيے - جس دل مين خلوص اور صداقت
کو جگهه نهين ملي اسکو کاميابي کيلئے کيون باقي رکها جاے ؟
ام حسب الذين اجترحوا السيئات ان نجعلهم کالذين آمنوا
عملوا الصالحات سواء محياهم و مماتهم ساء ما يحکمون ۴۵ : ۲۶

اعتذار

اس هفته پريس کے ابتدائي انتظامات کي مشکلات يکے
بعد ديگرے پيش آتي رهين هماري تمام مشکلات همارے پيش
نظر پيمانے نے پيدا کردي هين - نه اسکو چهوڑ سکتے هين اور نه
مشکلات کا آنکے معمولي وقت سے پہلے خاتمه کرسکتے هين - بهتر
هوتا اگر هم تفصيل کے ساتهه انکو بيان کرتے مگر مشکل يه هے که
اردو پريس کي موجوده سهولتون کے خوگر ناظرين سے اميد نهين که
انکا اندازه کرسکين ' سب سے بڑي مشکل [ترکي ٹائپ] کي وجه سے
پيش آئي ' اردو کے عام رائج الوقت ٹائپ سے يه اپنے خانون کي
ترتب اور تعداد مين بالکل مختلف هے ' [اردو ٹائپ] کے
اوپر نيچے دو کيس هوتے هين مگر اس کے مرکبات کي
کثرت کي وجهه سے چار هين ' پهر خانون کي ترتيب بهي بالکل
مختلف هے اور جب تک کچهه عرصے اسپر مشق نه کرلين
يهان کے عام کمپوزيٹر کام کر نهين سکتے پريس کے متعلقات کو
بهم پهنچا کر هم نے الهلال کا اعلان کرديا ليکن عين وقت
پر کمپوزيٹر کام کرنے سے عاجز ثابت هوے اور جسقدر کمپوز کيا وه
بالکل غلط اور بے قاعده تها ؛ مجبوراً دوسرے ٹائپ مين از
سرے نو کمپوز کرايا گيا جسمين تقريباً پورا پرچه آپکے سامنے هے
البته چونکه ترکي ٹائپ کا اعلان هوگيا تها اسلئے ابتدا مين دو
صفحے بمشکل نمونے کے خيال سے کمپوز کرائے گئے هين *

ترکي روش کے ٹائپ مين ايک اور دقت يهه پيش آئي که
چونکه برقي طاقت سے چلنے والي مشين کا ايمپريشن [دباؤ] بهت
هلکا هوتا هے اسلئے بالکل نيا ٹائپ جب تک چند هزار کا پيان اسپر سے
چهپ نه جائين ' ٹهيک ٹهيک اپنے سواد کو کاغذ پر نهين لاتا يهي
وجه هے که اس نمبر مين ترکي ٹائپ اپني خوشنمائي کو
پوري طرح ظاهر نه کرسکا *

ان پريشانيون کي وجه سے نه تو اس نمبر کو اچهي طرح
ترتيب ديا جاسکا ' اور نه مضامين تقسيم و لازمي اختصار کے
ساتهه آسکے ؛ البته ايک سرسري اندازه ائنده کي نسبت کيا
جاسکتا هے - هم جو کچهه کر رهے هين اسکے لئے نه تو قدرداني کے
متوقع هين اور نه خريدارون کے هجوم کے ؛ لوگ اگر خريدين اور
پڑهين تو شکريه ' نهين تو شکايت بهي نهين *

گل فشانند به بستر همه چون عرفي و من
مشت خس چيدم و درخانۂ خواب اندازيم

المصلح العظيم ، و المرشد الحكيم

— * —

السيد محمد رشيد رضا الحسيني الطرابلسي

۱

(ندوة العلما) كي صحبت اگرچه اپنے كامل تين برس کے بعد جمع هوي ' مگر جس اثر اور کيفيت کے ساتهه اسکا آغاز و انجام هوا ' وه اتنے عرصے کي خاموشي کي کامل تلافي تهي *

ليكن سچ يه هے كه درياے (گومتي) کے کنارے جو کچهه هوا ' وه دراصل (وادے نيل) سے آئي هوي جوش و سرگرمي كي ايک لهر تهي -

سرزمين هند ابتدا سے نو واردون اور اجنبيون كي سير و سياحت كي جولانگاه رهي هے - اسکے زرخيز موسموں اور طلائي منـدروں نے بڑے بڑے كشورستانوں كو اپني طرف کهينچا هے اور هميشه اسکے بحري و بري دروازن پر ملک گير سياحوں كي تلواريں چمكتي رهي هين ؛ تاريخ ميں هم نے مقدونيه کے سكندر ' اور چين کے سياحوں كو يهان ديكها اور پهر اسكے شمالي دروازے سے فتحياب علموں اور نيزوں كي قطاريں صديوں تک نهين توٹتيں *

اسي پُر کشش ' هوس انگيز اور اپنے سياحوں کيلئے تاج بخش سر زمين هنـد ميں پچهلے دنوں (مصر) سے ايک سيـاح آيا - اور چلا گيا : ليكن تاريخ هند اپنے سينكڑون تاجدارں اور كشورستان سيـاحوں کے هجوم ميں ايک درويشانه سياحت كو كيا امتياز دیسکتي هے ؟

هاں - سچ هے كه (محمد رشيد رضا) کے کاندهے پر ملک گيري كا علم - اور هاتهه ميں فتحيابي كي تلوار نه تهي - ليكن اسكي آنكهون ميں آنسو - اور دل ميں درد ضرور تها - اسکے پاس تيز کيے هوے لوهے کے آلات نه تهے - جس سے انسان كي لاشيں تڑپائی جاسكتي هيں - ليكن نورِ صداقت كا ايک حربه ضرور تها - جس سے انساني قلوب كی صفين الٹ دي جاسكتی هين ' اور اقليمِ دل كی فتوحات اجسام و زمين كی فتوحات سے زياده شكل هين *!

معمـورۂ دلے اگـرت هست باز گوے
کين جا سخن به ملک فريدون نمی رود

بيشک هندوستان اپنے دروازے پر بڑے بڑے تاجدارون کو ديكهه چكا هے ' جو اسکے عروج و اقبال كي بهار ديكهنے آئے تهے ' ليكن شايد (سيد محمد رشيد رضا) پهلا سياح تها ' جو عروج و اقبال كي بهار لوٹنے کيلئے نهيں ' بلكه ادبار و تنزل كي خزاں پر ماتم كرنے کيلئے آيا تها ' جس سرزمين پر سكندر اور تيمور قدم رکهه چکے هوں ' وهاں اس فقير بےنوا كا كيا ذكر ؟ ليكن انکے هاتهوں ميں تلواريں تهيں ' اور اسکے پهلو ميں دل تها : وه انسانوں كو زخمي كرتے تهے ' مگر اسكا دل خود دردِ ملت سے زخمي تها ؛ آٹهه سو برس هوے ' كه اسلامي شوكت و عظمت كا قافله دجلهٔ وفرات کے كنارے سے چلا ' مگر سرزمينِ هند كي رشکِ عالم هوا اسے راس نه آئي اور گنگا اور جمنا کے كنارے لوٹتا گيا ' وادي نيل كا يه سياح آيا تها كه اس برباد شده قافلے كی مٹي هوی نشانيون پر دو چار آنسو بهائے اور انسے پوچهے كه تونے وه گنج هاے گرانمايه كيا كيے ؟

تاريخی واقعات كا تشابه اكثر اوقات عهد ماضی ياد دلا ديتا هے ایک زمانه تها جب چوتهی صدي هجري كا سياح (ابو ريحان بيروني) اسی سرزمين هند ميں فلسفه و هيئت كا درس ليتا تها ' مگر جب سبق ليكر اٹهتا تها تو زمين بار بار دهوي جاتي تهي كه اجنبي کے بيٹهنے سے ناپاک هوگئی هے : پهر آٹهوين صدي كی تاريخ هند كا ايک صفحه هے جسميں مغـرب اقصـی كا جهانگير سياح (ابن بطرطه) تغلق آباد كي ديوارون کے نيچے سے گذرا اور يه وه زمانه تها ' كه اسلامي تهذيب و تمدن اس سرزمين کے چپے چپے پر قبضـه كرچـكا تها - يا آج ايک تيسـرا زمانـه هے كه (سيـد رشيـد رضـا) نے هندوستان كي سياحت كي مگر بيروني كي طرح علوم وفنوں كي تلاش ميں نهيں ' كيونكه مسلمانون كا علمي دور اب تاريخ كي خاک ميں مدفون هوچكا هے ' اور ابن بطوطه كي طرح اسلامي جاه و جلال کے

تو نخل خوش ثمـرے كيستي ' كه باغ و چمـن
همـه ز خويش بريدنـد و در تـو پيوستنـد

اولين موسس اساس حريت و آزادي ' شهيد راه اصلاح و ملت پرستي ' شيخ الاحرار ' آية من آيات الله السيد جمال الدين الافغاني اعلى الله مقامه

دیکھنے کیلئے بھي نہیں ' کیونکه جہان (تغلق آباد) کے ایوانہاے عظمت و شوکت تھے ' وہان اب زاغ و زغن کا اشیانه ہے :—

و تلک الایام نداولہا بین الناس - اب هندوستان کے عہد اسلامي کے مناظر یه هیں که (دهلي مرحوم) میں هماري گذشته زندگي کے قبرستان کا ایک شہر آباد ہے ' سیاحان عالم اُس میں چل پھرکر خاک کے ڈھیر دیکھه لیں ' اور اگر چشم عبرت اور دل درد آشنا رکھتے هون تو انقلاب عالم کا ایک سبق لےلیں ' ایسا موثر سبق ' جو شاید دنیا کي کوئي اور قوم نہین دیسکتي *

تلک آثارنا تدل علینا فاسئلو احالنا عن الاثار

* * *

(سیدر شید رضا) آئے بھي ' اور چلے بھي گئے ' مگر شاید هندوستان میں بہت کم لوگ هونگے ' جو اُنکي اصلي حیثیت اور حالت سے واقف هونگے - لیکن اگر همکو آفتاب کي روشني کي خبر نہو تو یه هماري آنکهون هي کا قصور ہے : بد قسمتي سے مسلمانان هند کے پاس کوئي ایسا دریعه نہیں جو انکو دنیا کے دوسرے حصوں کے مسلمانون سے باخبر رکھه سکے ' عربي زبان هي مسلمانوں کي ایک ایسي بین الملي زبان تھي ' جو مذهبي ضروریات کے اشتراک کي وجهه سے تمام دنیا کے مسلمانوں کیلئے (اسپرنٹو) کا کام دیتي تھي : مگر عربي زبان اب هندوستان کے مسلمانون میں گجرات کے پارسیون کي فارسي سے زیاده زنده نہین ہے ' شاید بہت جلد وه زمانے آنے والا ہے ' جب (الله) اور (قران) کا تلفظ انگریزي مخارج کے آهنگ و صوت میں کیا جاے گا *

(سید رشید رضا) کو آج تمام اسلامي دنیا جانتي ہے ' انگلستان و فرانس کے وه تمام علمي اور سیاسي حلقے جنکو مشرقي معاملات سے دلچسپي ہے ' اس سے بے خبر نہین هیں ' (جاوا) اور (سینگا پور) سے انکے پاس فتوے اور سوالات آتے هیں ' مگر هندوستان کے مسلمانون میں نه صرف عوام اور انگریزي تعلیم یافته ' بلکه علماؤ فضلا تک بے خبر هین !

* * *

یه عجیب بات ہے که پچھلي صدي کے آخري نصف حصے مین تقریباً تمام ممالک اسلامیه مین اصلاح و تغیر کیلئے یکسان تحریکین پیدا هوئین : مگر اس سے بھي عجیب تر واقعه یه ہے که مختلف اسلامي ملکون کي اصلاح و تجدید کي تاریخین ایک هي شخص (سید جمال الدین افغاني) کے ظہور سے شروع هوتي هین ' جو فی الحقیقت تاریخ اسلام کے سنین اخیره کا سب سے بڑا شخص تھا - خیالات و افکار کا پیدا کرنا آسان ہے ' مگر خیالات و افکار کے بقاؤ قیام کیلئے اشخاص کا پیدا کرنا مشکل ہے ' اور مصلح کیلئے جن پیغمبرانه اوصاف کي ضرورت ہے ' اُن میں اولین وصف یہی ہے : (سید جمال الدین) کا اصلي کارنامۂ غیرفاني یه تھا که زمانے نے خود اسکو کام کرنے کي مہلت بہت کم دي ' لیکن وه اپنے اندر ایک ایسي قوت تخلیق رکھتا تھا که جہان جاتا تھا اپني تحریک کو زنده رکھنے کیلئے نئے (جمال الدین) پیدا کر لیتا تھا : ایران میں وه چند مہینون سے زیاده نه ٹھہر سکا ' لیکن جو آگ سلگادي تھي ' اسکو پندره برس تک برابر هوا ملتي رهي ' اور بالاخر بھڑک کر شعله زن هوئي : مصر میں اُسکا قیام سال دو سال سے زیاده نه رها ' مگر اتنے عرصے کے اندر هي (شیخ محمد عبده) کو طیار کردیا ' یه اُس وقت (جامع ازهر) کا ایک ذهین طالب العلم تھا ' لیکن آگے چلکر تمام عربي بولنے اور سمجھنے والی دنیا کا مصلح عظیم ثابت هوا *

(شیخ محمد عبده) جب سید جمال الدین کے حلقۂ درس میں شامل هوے ' تو یه مصر کا ایک نہایت نازک وقت تھا ،

الاستاد الامام ' حجة الاسلام ' رئیس المصلحین حضرة الشیخ محمد عبده ' رضي الله تعالی عنه

(توفیق پاشا) خدیوئے مصر کے استبداد و مظالم سے تمام ملک برباد و ھلاک ھو رھا تھا ؛ وہ تمام اصلاح و تغیر کے وعدے ' جو اُس نے اپنی ولی عہدی کے زمانے میں (سید جمال الدین) سے کیے تھے ' تخت حکومت پر قدم رکھتے ھی فراموش کرچکے تھے ؛ اور ملک ایک سخت سیاسی بحران کیلئے پوری طرح طیار تھا ؛ تھوڑے ھی عرصے کے بعد (عربی پاشا) کی فوجی تحریک نے ظہور کیا ' اور جمال الدین ابھی (کلکتہ) میں مقیم تھا کہ (تل الکبیر) کے معرکے میں مصر کی قسمت کا فیصلہ جو کچھہ ھونا تھا ھوگیا *

(عربی پاشا) کے ساتھہ جو لوگ باسم بغاوت قید کیے گئے ان میں ایک شیخ (محمد عبدہ) بھی تھے ' بالاخر جلاوطنی کی سزا تجویز کی گئی ' اور یہ مصر سے پہلے بیروت ' اور وہاں سے (سید جمال الدین) کی طلبی پر (فرانس) چلے گئے *

(پیرس) پہنچکر انہوں نے بمعیت سید جمال الدین مشہور عربی اخبار (العروۃ الوثقی) نکالا ' جسکے ابھی صرف چودہ ھی پرچے نکلے تھے کہ تمام یورپ کے سیاسی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی ' انگلستان نے ھندوستان و مصر میں اسکی اشاعت روک دی ' فرانس نے جزائر و تیونس میں قدغن کی ' اور (قصر یلدز) گو ابتدا میں خوش ھوا لیکن پھر اسکی صداے اصلاح و حریت سے ڈرکر ممنوع الاشاعۃ قرار دیدیا ' پانچ سال کے بعد (محمد عبدہ) مصر واپس آئے اور اپنی مذہبی اور تعلیمی اصلاح کا سلسلہ شروع کردیا ' انہوں نے دیکھا کہ مسلمانان عالم پر آج بلا استثنا جو ادبار و تنزل چھایا ھوا ھے وہ گو قومی زندگی کی ھر شاخ میں نمایاں ھو ' مگر اسکا سبب وحید مذھبی جہل کے سوا اور کچھہ نہیں ھے ' تعلیمۃ قرآنی کی جس روح القدس نے تیرہ سو برس ھوے مردہ لاشوں کو زندہ کردیا تھا ' وہ آج بھی نیم جانوں کو طاقت و توانائی بخش سکتی ھے : یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم و شفاء لمافی الصدور وھدی و رحمۃ للمومنین [١٠ : ٥٩]

اسلئے انہوں نے اپنی اصلاحی تحریک کی بنیاد دعوۃ قرآنی قرار دی ؛ اور قرآن مجید کے حقائق و معارف پر مقتضیات حالیہ کے مطابق درس دنیا شروع کردیا دس بارہ سال کے اندرھی انکی تحریک کا اثر تمام مصر و شام اور جزائر و مراکو تک پھیل گیا ۔ درس قرآن کا حلقہ روز بروز وسیع ھونے لگا - اکناف عالم سے ارادت و عقیدت کی صدائیں آنے لگیں سلسلۂ تعلیم کی اصلاح اور تقاید وجمود کی مخالفت کی وجہہ سے گو علما نے مخالفت کی (و ھذا لیست اول قارورۃ کسرت فی الاسلام) لیکن ممالک اسلامیہ کا تمام روشن خیال طبقہ انکے ھمراہ ھوگیا ' علم و فضل کے ساتھہ انکا ایک بہت بڑا وصف ' (جو انہیں ھندوستان و ترکی کے نئے رفارمروں سے ممتاز کرتا ھے) مذھبی تقدس اور کمال درجہ ورع و اتقا تھا : ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ؛ قدیم علما کی اصلاح کرنا چاھتے تھے ' لیکن نئے گروہ کے الحاد اور فرنگی مآبی سے بھی سخت بیزار تھے

علم و فضل ' خلوص و صداقت ' صبر و استقلال ' اور ان تمام اوصاف ملکوتیہ کے لحاظ سے ' جنسے ایک کامل انسان کے فضائل ترکیب پاسکتے ھیں ' انکا وجود ایک آیۃ الہی تھا ' بڑے بڑے امراے مصر اور ارکان حکومت انکے پیرو اور انکی (حزب الاصلاح) میں داخل تھے ' سالہا فرانس میں رھے ' اور پھر مکرر یورپ کا سفر کیا ' خود بھی حکومت مصر کے اونچے درجے کے عہدوں پر ممتاز رہے ' لیکن با وجود اسکے تمام عمر درویشانہ اور زاھدانہ زندگی بسر کی ' (ڈیوک اف کناٹ) نے جب دریاے نیل کے بند کا افتتاح کیا ' تو شیخ محمد عبدہ کے ذمے ایک اھم ایڈرس کا پیش کرنا تھا ' لیکن جب دروازے پر پہنچے تو یوروپین سارجنٹ نے انہیں کوئی (ازھر) کا ملا سمجھکر سختی سے جھڑکدیا ' اور جانے کی اجازت نہیں دی ' جب ڈیوک اف کناٹ کو معلوم ھوا تو انہوں نے معذرت کی اور اس سارجنٹ کو برطرف کردیا ' حالانکہ اس غریب کا کوئی قصور نہ تھا ' خدیو مصر اور شہنشاہ انگلستان کے بھائی کی صحبت میں وہ ایک ایسے شخص کو کیونکر جانے دیتا جسکے پانوں میں انگریزی جوتا تک نہ تھا ؟

آخری مرتبہ جب وہ (خدیو حال) کے ھمراہ انگلستان گئے ' تو (ھربرٹ اسپنسر) زندہ تھا ' یہ ملاقات کیلئے گئے ' تو ایک گھنٹہ تک گفتگو کرتا رھا ' حالانکہ وقت کے بارے میں اسکا اقتصاد بخل کی حد تک پہنچ گیا تھا ' اور (مسٹر بالفور) کو بھی باوجود سخت کوشش کے دس منٹ سے زیادہ وقت میسر نہ آسکا تھا *

محی السنۃ قامع البدعۃ حضرۃ الفاضل المصلح السید محمد رشید رضا

نامورانِ غزوۂ طرابلس

امیر علي پاشا بن عبد القادر الجزائري

امیر عبد القادر الجزائري

مراکش مین عربي حکومت کا خاتمه هوگیا اور طرابلس معرض خطر مین هے ' ایسي حالت مین قدرتي طور پر افریقه کے عهد اسلامي کا ماضي قریب یاد آجاتا هے *

طرابلس مین آج جو بازار قتال گرم هے الجزائر پوري ایک صدي تک اسمین مبتلا رها جو شمالي افریقه مین سب سے بڑي اسلامي مملکت تهي اور جسکے لئے پهلي صدي هجري مین عهد نبوت کا صحبت یافته خون بهایا گیا تها - مسلسل خونریزیان ' پیهم عهد شکنانه سفاکیان ' قتل عورات و اطفال ' احراق منازل و بلدان ' هتک مساجد و اشراف ' اور تمام وحشیانه اور بربري مظالم ' جو مسیحي غلبۂ و غصب کے لازمي اجزا هین ' فرانس کے هاتهون ایک ایک کرکے الجزائر کي نصف کرور ابادي پر گذرے اور بالاخر جانبر نهوسکا ' لیکن سنه ۱۸۳۰ مین جب فلپ لوئس نے تخت نشین هوتے هي الحاق الجزائر کا اعلان کیا تو بجهنے والے چراغ نے ایک اخري سنبهالا لیا یه امیر عبد القادر الجزائري نامي ایک جانفروش وطن پرست کا ظهور تها جسکي تهور و شجاعت ' عزم و استقلال ' اور فوجي و دیني زندگي کے یکسان اعلے اوصاف نے ایک سال کے اندر تمام یورپ اور ایشیا کو متوجه کرلیا *

الجزائر کے بدوي قبائل مین اسکا خاندان دیني ریاست کے لحاظ سے ممتاز تها ؛ اور تمام قبائل پر اثر رکهتا تها ؛ گورنر الجزائر اسکي طرف رجوع خلائق دیکهکر مخالف هوگیا اور جلاوطن کردیا گیا اُس وقت اسکي عمر بهت چهوٹي تهي - جوبیس برس کي عمر مین جب وطن واپس آیا ' تو ملک کي حالت بدل چکي تهي ؛ هر طرف خونریزي اور سفاکي کا بازار گرم تها ' اور فرانسیسي درندے تمام الجزائر مین پهیل گئے تهے - یه حالت دیکهکر اسکا جي بهر آیا - آزادي اور خود مختاري کي گرمي ابتک الجزائري خون مین باقي تهي - تمام قبائل کو جمع کرکے غیرت دلائي ' اور حفظ وطن کیلئے جهاد دفاع پر بیعت لي ' اس وقت الجزائر مین فرانس کے هاتهه پانون نهایت توانا تهے ' چالیس هزار سے زیاده تو صرف پیاده فوج تمام ملک مین پهیلي هوئي تهي اور چار هزار سوارونکي تلوارین انکے علاوه بے نیام تهین ' ساحل پر جنگي جهازونکا ایک مهیب بیڑه لنگر انداز تها جس مین ۵۵ جنگي کشتیان اور ۳۴۰ جهاز تهے اور یه سب کئي سو قلعه شکن توپون اور بے شمار سامان جنگ سے لدے هوے تهے *

اسکے مقابلے مین امیر عبد القادر گویا بالکل نهتا تها ؛ بدوي قبائل کي ایک بے قاعده بهیڑ اسکے ارد گرد تهي ' آلات جنگ کا کوئي ذخیره نه تها ' اور جو تهے ' وه جدید آلات کے مقابلے مین بیکار تهے ' سب سے زیاده یه که کوئي عمده اور محفوظ مقام بهي قبضے مین نه تها ' اور دشمن تقریباً تمام اطراف ملک مین پهیلا هوا تها ' لیکن کوئي قوم خواه کیسي هي گهري نیند سورهي هو ' اگر آزادي اور حکومت کے خواب کو بهلا نهین چکي هے ' تو ایک ضعیف سي آواز بهي اسکے جگانے کے لئے کافي هے ' اسلام نے حفظ وطن کي روح جهاد دفاعي کے نام سے اپنے پیروؤن مین ودیعت کي هے اور اگر زمین شور نهو تو اسکا بیج بیکار نهین جاسکتا ؛ امیر عبد القادر کي صداے رعد آساے حریت نے تمام الجزائر مین یکایک آگ لگادي سرداران قبایل چارون طرف سے آ آکر جمع هوتے تهے ' اور شوق شهادت و فدویت کي محویت مین آتشین گولون سے کهیلتے تهے ؛ خود امیر عبد القادر شجاعت و بسالت کي ایک آهني دیوار تها جس سے فرانس کي خوفناک طاقت سر ٹکراتي تهي ' اور فنا هوتي تهي ؛ تهوڑے هي عرصے کے اندر حمله آور اپني تمام قیمتي اور مهیب فوج - جهاد کي خون آشام تلوارون کي نذر کرکے مبهوت و سراسیمه رهگئے *

یورپ مین جب فرانس کي هزیمتون کي خبرین شائع هوئین ' تو ڈیوک اف ولینگٹن تک کو الجزائري کي عظمت کا اقرار کرنا پڑا - آٹهه نو سال کے اندر اس نے تقریباً کل الجزائر پر قبضه کرلیا تها - تمام ساحلی اور اندروني قلعے فرانسیسي فوج کي لعنت سے پاک هوگئے تهے - سنه ۱۸۳۵ سے سنه ۱۸۳۸ تک فرانس نے هزیمت و شکست ' ذلت و رسوائي ' اور هلاکت و بربادي کے سوا کچهه نهین دیکها - سنه ۱۸۳۷ کے حملے میں تیس هزار کي جرار صفیں میطیجه کے میدان میں اسطرح فنا هوگئیں ' گویا امیر عبد القادر کے طلسم نے انکے دست و پا شل کر دیے تهے -

یه سب کچهه هوا ' لیکن چراغ مین جب تیل نهو ' تو فتیلے کي تنها فنا پذیر هستي ' اب تک قائم رهسکتي هے ؟ في الحقیقت الجزائر کا هزار ساله ایوان عظمت گرچکا تها ' باهمي نااتفاقیون ' اور ظلم اور بد اعمالیون نے جرائیم کے اسے - ... ستونون کو کهوکهلا کردیا تها - یه جو کچهه هوا ' گویا سهارا دے دے کر ... ي هوئي دیوارون کو سنبهالنا تها - سب سے بڑي چیز مرکز کي

طاقت ہے ' ان تمام چھوٹی بڑی حکومتوں کا قلب باب عالی تھا ' لیکن خود اسکی دیواریں ' گو گری نہیں تھیں ' لیکن پلاستر الگ ہو ہو کر گر رہا تھا ! اسے اپنی گرفتاریوں سے کب مہلت تھی ' کہ الجزائر کی طرف گردن پھیرتا ؟ پس ضرور تھا کہ قانون الہی صدیوں کی بد اعمالیوں اور غفلت کی آخری سزا کے لئے اس وقت کو مقرر کردے ' واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ' ففسقوا فيها ' فحق عليها القول ' فدمرناها تدميرا ۱۷ : ۱۲ *

سنہ ۱۸۴۰ میں مارشل بوکیڈا ۸۰ ہزار یورپ کے انسانی صورت درندوں کا غول لیکر روانہ ہوا ' اور ساحل پر قدم رکھتے ہی خونخوار بھیڑیوں کی طرح ظلم و سفاکی شروع کردی - قتل و غارت کے سوا اور کوئی لفظ اسکی زبان پر نہیں چڑھتاتھا - ایک دو ماہ کے اندر اس زر خیز مملکت کا یہہ حال ہوا کہ تمام شہر جل کے خاکستر کا ڈھیر تھے ؛ ایک ابادی کو غارت کرچکتا تھا ' تو ناتوان عورتوں اور معصوم بچوں کی خون چکاں لاشوں کو روندتا ہوا ' دوسری کی طرف رخ کرتا تھا ؛ فاذا جاء وعد اولاهما ' بعثنا عليكم عبادا لنا اولی باس شديد ' فجاسوا خلال الديار ' و كان وعدا مفعولا ۱۷:۶

اطاعت و انقیاد کے سوا اب چارۂ کار کیا تھا ؟ تمام قبایل و شیوخ کو اپنی بد بختی کے آگے سر جھکا نا پڑا ' لیکن جو تلوار اعداے ملت کے دلوں میں اترنے کے لیئے بلند ہوئی تھی ' مشکل تھا کہ ازادی وطن کی امیدوں کو قتل کرکے آسانی سے جھکادی جاتی ' امیر عبد القادر نے اطاعت سے انکار کردیا ' اور مراکو چلا گیا ' وہاں کچھہ دنوں تک اپنی جمیعت بہم پہنچاتا رہا - پھر سنہ ۴۳ اور سنہ ۴۴ میں متواتر فرانسیسی فوج پر دو حملے کئے ' مگر اب قدرت کا فتوا اسکے خلاف صادر ہو چکا تھا - دونوں مرتبہ حریف کو شدید نقصان پہنچانے کے بعد شکست ہی ہوئی - بالاخر جب ہر طرف سے مجبور ہوگیا ' تو ڈیوک آمل سے صلح کرنے کے سوا اور کوئی راہ نظر نہیں آئی - صلح کی پہلی شرط تھی کہ امیر سے بالکل تعرض نہیں کیا جائیگا ' اور اسکندریہ یانپلس جانے کی اجازت دی جائیگی ' لیکن مسیحی تہذیب میں عہد کی پابندی کوئی چیز نہیں ' انگلستان نے نپولین کے ساتھہ واٹرلو میں جو معاہدہ کیا تھا ' ویساہی معاہدہ تقیدمہ کے میدان میں الجزائری سے بھی کیا گیا - جوں ہی امیر عبد القادر نے تلوار نیام میں رکھی ' معاً قید کرکے فرانس بھیجدیا گیا ' اور اسکے خاندان اور حرم کے عورتوں کی بے حرمتی کرکے ' آتش انتقام بجھائی گئی - اس منظر کی تصویریں ابتک پیرس کے ایوانوں کی آرایش ہیں - پانچ سال تک سخت سے سخت اذیتیں جو کسی قیدی کو یورپ کے قید خانوں میں دیجاسکتی ہیں ' وہ سب اس وطن پرست کو نصیب ہوئیں ' جب الجزائر کی تمام ملکی طاقت فنا کردی گئی ' اور خوف و ہراس کا کانٹا دل سے نکل گیا ' تو لوئیس نیپولین کی رحم دلی نے اسے ازاد کرادیا پہلے بروسہ گیا ' پھر کچھہ دنوں اور ملکوں کی خاک چھانی - دل کی سراسیمگی اور وارستگی نے ہر جگہ براشفتہ رکھا - بالاخر دمشق میں گوشہ نشینی اختیار کی - اور سنہ ۱۸۸۳ میں الجزائر کی ہزار سالہ عظمت اور اسلامی جبروت کی طرح ' اپنے وجود کو سپرد خاک کر دیا *

* * *

اسلامی عروج و زوال کے ہزاروں افسانہاے حسرت میں سے یہ ایک چھوٹی سی کہانی تھی ' جو اس طرح ختم ہوگئی ' اپنی سرگذشت ادبار کی ! اسکو گویا ایک سطر سمجھئے ' ہم نے کتنے سکندر اور نپولین پیدا کئے ' جنکے اعجوبہ زا کارناموں کے نشان دنیا کے چپے چپے پر نمایاں ہیں ' ہماری سرزمین اقبال پر حب شجاعت و کمال کا ابر گرجتا تھا ' تو اسکے ہر قطرے سے سیکڑوں امیر عبد القادر پیدا ہوتے تھے ' لیکن سچ یہ ہے کہ ادبار و فلاکت کے چہرے پر ذکر اقبال کا غازہ زیب نہیں دیتا و بلوناهم بالحسنات و السيات ' لعلهم يرجعون ۷ : ۱۶۸ و ان في ذلك لايات ' و ما كان اكثرهم مومنين ۲۶ : ۶۸ *

حیات بعد الممات

امیر عبد القادر کے ان کارناموں کو ستر سال گذر گئے ' اور الجزائر کی جدوجہد کی سرگذشت افسانۂ کہن ہوگئی ' لیکن تاریخ ہمیشہ اپنے صفحات دہراتی ہے ' اور بہت سی زندگیاں ہیں جو ایک بار مرکر پھر بار بار جی اٹھتی ہیں ' تقریباً ایک صدی کے بعد اسی شمالی افریقہ کے دوسرے حصے میں اٹلی فرانس کی جانشینی کیلئے بدحواس ہوئی ' تو الجزائر کی وطنی جدوجہد کی ابتدائی تاریخ جلد جلد اپنے صفحے دہرانے لگی *

امیر علی پاشا الجزائری

امیر عبد القادر آج طرابلس کے عثمانی کیمپ میں پھر زندہ ہوگیا ہے وہ اپنے تمام محیر العقول اوصاف - عجیبہ کے ساتھہ اپنے خلف الصدق ' امیر علی پاشا الجزائری کی صورت میں موجود ہے ' جنکی جانفروشیوں اور شجاعانہ حملوں سے الجزائر کی تاریخ گویا پھر عود کر آئی ہے *

جنگ طرابلس کا جب اعلان ہوا ' تو امیر موصوف شام میں مقیم تھے ' انہوں نے اسی وقت ایک عرضداشت سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجی ' اور طرابلس جانے کی اجازت طلب کی ' عرضداشت کے آخری الفاظ یہہ تھے کہ *

" میرے والد مرحوم امیر عبد القادر نے فرانس کا تیس سال تک مقابلہ کیا تھا ' یقین فرمائیے کہ کم از کم پندرہ سال تک تو میں بھی طرابلس کی خاک کو ہاتھہ سے نہیں دیسکتا " *

انکے پہنچتے ہی مجاہدین میں ہمت و شجاعت کی حیات تازہ پیدا ہوگئی ' اور تمام قبائل طرابلس نے جوش و خروش کے ساتھہ خیر مقدم کیا ' انکے جوش جہاد ' اور حب ملۃ و وطن کا یہ حال ہے ' کہ جس دن اپنے قافلے کو لیکر پہنچے ' بغیر کسی آرام و توقف کے مصروف کار زار ہوگئے ' صبح کاذب کی تاریکی میں نعرہ ہاے اللہ اکبر کی ایک نئی گرج نخلستان بنغازی سے پھر اٹھی ' اور طوفان ہلاکت بنکر اٹالین کیمپ کے اوپر نمودار ہوئی ' یہ گوی

ایک جلیل القدر مجاهد کے پہنچنے کي سلامي تهي ' جس نے دریف کي جہاڑیوں مین اسکا اعلان کردیا - هو الذي انزل السکینة في قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم ' و لله جنود السموات و الارض ' و کان الله علیما حکیما ۴۸ : ۲۶ *

۲۰ مئي سے ۱۰ جون تک قسطنطنیه میں جو خبریں پہنچي هیں' ان میں خاص طور پر امیر موصوف کي فتحیابیوں کا ذکر هے' تیونس کے فرنچ ' اور ترکي و مصر کے عربي و ترکي اخبارات میں خود انکے بهیجے هوے مراسلات بهي چهپ رهے هیں' اخبار **اقدام** کي چٹهي' میں اپني تمام معرکه آرائیوں کا نهایت دلچسپ حال لکها هے ' هم انکے مراسلات کا اقتباس همیشه دیا کریں گے *

* * *

پهلي مئي تک وه علاوه چهوٹي چهوٹي لڑائیوں اور مقابلے کے آٹهه عظیم الشان معرکوں میں شریک ' اور ان میں سے اکثر کے افسر اعلی رهچکے تهے - یه کتنے تعجب کي بات هے که روما کا خبر تقسیم کرنےوالا دفتر اپنے شریفانه روایات میں بظاهر انسے بالکل بے خبر هے !

„ بنغازي " میں انکا اولین معرکه نهایت حیرت انگیز ' اور اس نصرة الهي کي ایک پر عظمت مثال هے ' جسکي نظیر کي گو طرابلس کے میدان مین کمي نهو' مگر دنیا کي تاریخ میں ناپید هیں ' وه صبح کي مقدس تاریکي میں اپنے ساتهیوں اور مجاهدین طرابلس کي ٹکڑي لیکر چل کهڑے هوے ' مجموعي تعداد تین سو سے زیاده نه تهي ' اور منزل مقصود غیر متعین ' کیونکه اسي شب کو یهه قافله طرابلس پهنچا تها ' اور دشمن کي نقل و حرکت کے متعلق کوئي عمده خبر عثماني کیمپ میں موجود نه تهي' شوق شهادت و ولوله شجاعت نے اتني مهلت نه دي ' که کسي مناسب حملے یا اتفاقي مقابلے کا انتظار کیا جاے بغیر کسي علم و انتظام کے دشمن کي تلاش میں روانه هو گئے *

طلوع آفتاب کے ساتهه هي دشمن کي موجودگي کے نشانات ' رهنمائي کرنے لگے ' معاً پوري جماعت تین ٹکڑوں میں منقسم هوگئي ' اور سو مجاهدین کا صرف ایک ٹکڑا متجسس و متلاشي آگے بڑها ' تهوڑي ؟ مسافت ؟ ابهي طے کي تهي ' که گهوڑونکي کي ٹاپوں اور هتهیارونکي جهنکار نے بتلادیا که انهیں اب کیا کرنا هوگا ' قرائن سے معلوم هوا که نمودار هونے والا گروه دو تین هزار سے کسي طرح کم نهیں ' اتنے بڑے مقابلےکي یہاں کسي کو امید نه تهي ' ایسي حالت میں محفوظ طریقه تو یه تها ' که کمینگاه میں چهپ کر بیٹهه جاتے ' اور جب دشمن بے خبر آگے بڑهجاتا ' تو عقب سے حمله آور هوکر ایک مقابلے کے بعد نکل جاتے ' لیکن " امیر عبد القادر " کے جانشین نے سر زمین جهاد کے مقدس میدان مین اپني اولین ضرب شمشیر کو بزدلانه کام مین لانا پسند نهیں کیا ' پوري جماعت راسته روک کر وهیں کهڑي هوگئي ' اور صبح کي خوشنما فضائے روشن میں جانددگان راه شهادت ، نصرة الهي کا انتظار کرنے لگے ؛ و کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله ' و الله مع الصابرین ۳ : ۹۶ *

دشمن کے انتظار کي گهڑیوں کا ثبات و استقلال بجاے خود انساني جذبات کے ظهور کي انتهائي نمایش هے ' جسکي نظیر قوموں کے دفاعي جدوجهد میں همیشه نهیں ملسکتي ' لیکن اس سے بهي بڑهکر ایک پر اثر واقعه اس موقع پر ظاهر هوا ' جسے شاید صرف اسلام هي کي تاریخ پیش کرسکتي هے ؛ اگر طرابلس سے اسکي تمام عظیم الشان فتح یابیاں چهین بهي لي جائیں جب بهي یهه واقعه اسکي لازوال اور مقدس عظمت کي شهادت کے لئے کافي هے *

قوموں اور ملکوں کي عزت اگر زیاده خون بهانے ' اور انساني گلوں کے هاتهه پانوں باندهنے میں هوتي' تو درندونکے بهٹ' انسان کي عبادتگاهوں سے زیاده مقدس هوتے ' مگر اسکے شرف و تقدیس کا معیار ' الهي اوصاف و ملکوتي اخلاق هیں ' اگر چند لمحے بهي اسکے میسر آجائیں ' تو وه خونخوارانه فتحیابیوں کے هزار سالوں سے زیاده افضل هیں ' لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم ' ثم رددناه اسفل سافلین ۳۰ : ۹۶ *

دو هزار مسلح دشمنوں کا گروه چند لحموں کے اندر نمودار هونے والا تها ' گهوڑونکي ٹاپوں کي آواز ' اور هتهیارونکي جهنکار اب صاف صاف سنائي دینے لگي تهي' مجاهدین کي تعداد سو سے زیاده نه تهي' کسي طرح کي حفاظت اور پوشیدگي کا موقع نه تها ' بے نیام تلواریں سروں پر چمکنے کیلئے آرهي تهیں ' دو هزار گولیوں کي جگر شگاف بارش ایک لحمه کے اندر سو لاشیں تڑپا دیسکتي تهیں ' گویا حیات و ممات کي تمام باهمي مسافت لپٹ کر ' ایک لمحه کے نقطے میں سمٹ گئي تهي ' لیکن یه سخت و نازک وقت ' یه یکسر خوف و هراس ' یهه مناظر وحشت و اضطراب ' یهه معائنهٔ موت و هلاکت ' کوئي بهي چیز اس مومن مخلص کو فاطر السموات والارض کي عبادت سے باز نه رکهه سکي ' اور اپنے قافلے کي تمام جماعت کے ساتهه نماز میں مصروف هوگیا ! خدا نے ان بندونکي تعریف کي تهي ' جنکو تجارت و کاروبار دنیوي کا انهماک ذکر الهي سے مانع نهیں ' رجال لا تلهیهم تجارة و لا بیع عن ذکر الله ' مگر یه وه بندے هیں جو دشمن کي تلواروں کے سایے میں بهي اسکي بندگي سے غافل نهیں هوسکتے ! یه اسلام کے دور اول کي خصوصیات تهیں' جنکو خاک طرابلس نے آج پهر زنده کردیا هے

* * *

الله اکبر ! یه بهي کیا منظر تها' که ایک طرف تو بے نیام تلواریں اور بندوقوں کي کرچیں فضا میں چمک چمک کر ظلم و یزداں فراموشي کا اعلان کر رهي تهیں' دوسري طرف وه گردنیں ' جو اعلاے کلمة الحق ' اور حفظ ناموس الهي کي راه میں کٹنے کیلئے بلند کي گئیں تهیں' ماسوي الله سے بے خبر و غافل هوکر ' بیخودانه درگاه الهي میں جهکادي گئي تهیں !

امیر علي مع اپنے ساتهیوں کے نماز میں مصروف تے اور پچاس مجاهد نگراني و حفاظت میں، و اذا كنت فیهم فاقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معك و لیاخذوا اسلحتهم فاذا سجدوا فلیکونوا من و رائکم ۱۰۱ : ۴ - صفیں دونوں کی تهیں ' لیکن ایک خدا کي بندگي میں مصروف تهي اور دوسري خدا کیلئے اسکے دشمنوں کي نگراني میں ' یکایک دشمنوں کا گروہ عظیم نهایت قریب سے نمودار هوا ' اسکي کثرت تعداد ' ضروریات جنگ سے تکمیل ' ر طرح کي آمادگي و مستعدي سے معلوم هوتا تها ' که محض فوجي نقل و حرکت نهیں هے ' بلکه ایک سخت حملے کا اراده کیا گیا هے جو عثماني کیمپ کے قرب و جوار میں دن صرف کرکے رات کي تاریکي میں کیا جاتا ' نماز ابهي ختم نهیں هوئي تهي اور صرف پچاس آدمي حملے کا جواب دیسکتے تے ' دشمن نے اتني قلیل جماعت کو سامنے دیکهکر اور ان میں سے بهي نصف کو بیکار پاکر اس زور سے غلغلۂ شادماني بلند کیا ' گویا روما کا خزانه مع اوسکے نئے قرضوں کے جو فرضي الحاق طرابلس کي قیمت میں دیا گیا هے چند لمحوں میں واپس ملنے والا هے !

لیکن مجاهدین کے بیباکانه نعرۂ الله اکبر کي گونج نے انکو خوش هو لینے کي زیاده مهلت نه دي ' وه ابهي کسي قدر فاصلے پر رک کر ٹهرے تهے که محافظ پچاس آدمیوں نے برق کي سرعت سے اوڑکر حمله کردیا ' اور گویا چهوٹي چهوٹي پچاس کشتیاں دو هزار سپاهیوں کے سیلاب میں تیرنے لگیں ' انکي اس جسارت اور تیزي نے تهوڑي دیر کیلیئے تمام لشکر کو مبهوت کردیا اور حیرت و تعجب نے سب کے هاتهه پانوں شل کر دے ' لیکن اس عرصے میں پچاس ضربوں نے اپنے سے دگني تعداد کا خاتمه کردیا تها *

* * *

هنگامۂ رستخیز بلند ' اور شور دار و گیر سے صحرا گونج رها تها ' مگر نماز پڑهنے والوں نے پوري جمعیت خاطر سے نماز ختم کي ' اور امیر علي مع اپنے پچاس ساتهیوں کے اس ولولۂ شهادت اور جوش جهاد کے ساتهه ' جسکے اضطراب نے انهیں رات بهر انتظار کرنے کي بهي مهلت نه دي تهي ' دوسري مرتبه تکبیر جهاد بلند کرتے هوے ' صاعقۂ هلاکت بنکر صف اعدا پر ٹوٹ پڑے *

دشمن کے محسوس هوتے هي سو سو مجاهدین کي دو جماعتیں جو مختلف جهات میں بصورت طاقت محفوظ بهیجدي گئي تهیں ' تهوڑي دیر کے بعد اُن میں سے پهلا گروه بهي نعرۂ تکبیر سے دلوں کو لرزاتا هوا آموجود هوا ' اور اب دو سو مجاهدین مصروف پیکار هوگئے ' علي نظمي بک ' جو قسطنطنیه سے مرکزي هلال احمر کے پہلے وفد میں روانه هوے تهے ' اپني چٹهي میں لکهتے هیں

" اگر شجاعت و جان فروشي ' عزم و استقلال ' وطن پرستي اور حفظ ناموس ملة کا خون قیمتي هے ' تو دنیا میں کون حساب کرسکتا هے که طرابلس کي خاک کے زروں کي کیا قیمت هوگي ؟ تاریخ دنیاے قدیم کے جن تعجب انگیز واقعات کي تقدیس کرتي هے ' انساني فضائل و جذبات کے جن کارناموں کے احترام میں اپنے قیمتي سے قیمتي صفحے دیدیتي هے ' اور پهر کبهي کبهي گذري هوي دنیا کے جن محاسن و کمال کي یاد میں حسرت کے آنسو بهاتي هے ' آج طرابلس کي زندگي کے هر ساعت بلکه هر لمحه میں هم اپني انکهوں سے اپنے سامنے دیکهه رهے هیں ' امیر علی جزائري کے پہلے معرکے میں دو سو انسان اُن دو هزار تربیت یافته سواروں سے ' (جنکي طاقت کے مقابلے میں بزدلي - اور ضعف و بے بسي کے مقابلے میں درندگي - فطرة اصلي هے) بے خوف و هراس لڑ رهے تے ' یه کیا شیشے کا پهاڑ کي چٹان سے سر ٹکرانا نه تها ؟ لیکن حیران هوں که جو کچهه میں دیکهتا هوں بیسویں صدي کي مادي فضا میں پرورش پانے والي دنیا کو کیونکر اسکا یقین دلاؤں ؟ اگر میں کہوں که شیشه و سنگ کے تصادم میں اخر الذکر کے ٹکرے ٹکرے هو گئے ' تو یقیناً میں پاگل هوں ' مگر میں کهتا هوں که دو سو صحرا نشین بدویوں نے یورپ کے دو هزار تربیت یافته سپاهیوں سے ' کامل چار گهنٹے تک آگے بڑهنے کي طاقت سلب کردي ' اور بالاخر شکست دي ' ایسي ذلت بخش اور رسوا کن شکست ' که سیکڑوں سپاهي سراسیمگي کے فرار میں ایک دوسرے پر گر کے ' اپنے هي سواروں سے روندے گئے ' اور جس قهر الهي سے بچکر بهاگنا چاهتے تے ' وه بالاخر صورت بدلکر دامنگیر هوگئي " *

دنیا ان واقعات پر شک کرے ' یا تعجب ' لیکن همارے لئے یه سرگذشتیں کچهه بهي مستبعد نهیں *

اگر وه خدا زنده هے جس نے یوم بدر و حنین میں اپني نصرة کي نیرنگیاں دکهلائیں تهیں لیزدادوا ایماناً مع ایمانهم و لله جنود السموات و الارض اور اس ناصري خدا کي طرح فنا پذیر نهیں ' جسکو پلاطوس کي رومي عدالت کے فتوے نے مصلوب کردیا تها ' و الله لا اله الا هو الحي القیوم ' تو وه آج بهي طرابلس کے میدانوں میں اپني جنود نصرة کے ارسال سے عاجز نهیں هے ' بلی ؛ ان تصبروا و تتقوا و یاتوکم من فورهم هذا یمددکم ربکم بخمسة الاف من الملائکة مسومین ۳ : ۱۲۲ *

علي بک اسکے بعد لکهتے هیں :

جس گروه میں ابتداے جنگ سے هر فرد کي شجاعت و بے جگري یکسان وغیر ممیز هو اسکي سرگذشت میں بالتخصیص کیا لکها جاسکتا هے ؟ لیکن اس معرکے میں امیر عبد القادر کا خلف الرشید اول سے اخر تک ایک وجود طلسم تها انسان خواه کچهه هو - لیکن فولاد یا پتهر کي چٹان نهیں - اور اگر پتهر کے دو سو ستون بهي هوں تو بهي دو هزار گولیوں کي مسلسل بارش انکو تهوڑے دیر میں جالي کي چادر بنادے ' لیکن یه صرف امیر جزائري کي بے جگري اور کارداني تهي - جس نے دو سو دلوں کو اپني مٹهي میں لیکر اسطرح داد شجاعت دي که ان میں کا هر متنفس - اسکي طرف سے هر دم پهنچنے والي روح شجاعت کي ایک مسلح صف اپنے یمین و شمال دیکهتا تها - اور دشمنوں کے سمندر میں مچهلي کے طرح بے خوف تیرتا تها - خود امیر علي کا یه حال تها که میدان جنگ میں چند لمحوں کیلئے

بھی اسکی جگھہ کي طرف کوئی اشارہ نہیں کیا جاسکتا تھا - رعد کی گرج کی طرح پیہم نعرہ ہاے تکبیر بلند کرتا اور پھر برق کی سرعت سے چمک کر دوسري جگھہ نمودار ہو جاتا - گویا ہمت و شجاعت نے اسکے دونوں طرف پر لگا دے تھے - جسکی مدد سے اس فضائے خونیں میں ہر طرف بے خوف و ہراس اوڑتا تھا اور بندوقوں اور رائفلوں کے نشانے اسکی سرعت پرواز کا ساتھہ دینے سے عاجز تھے ؛ ایک مرتبہ پندرہ بیس مینٹ گذر گئے - اور وہ کسی طرف نظر نہیں آیا ؛ ساتھیوں کو یقین ہو گیا کہ اب کبھی واپس نہ آئیگا - افسر کي موت کا یقین ہمیشہ سپاہیوں کي ہمت پست کردیتا ھے - اور اکثر موقعوں میں تو بڑي بڑي فوجوں کو صرف ایسے ھي اتفاقات سے ہزیمت ہوئي - تاریخ کي قدیمی روایات میں افسر اعلی کے کام اجانے پر اسکے کبڑے لکڑي کے ڈھانچوں کو پہنا دےگئے ہیں - مگر مسلمان مجاھد کا حاسہ ' اسکی اور خصوصیات کي طرح اس بارے میں بالکل برعکس ھے - شیر کي شکست ' اسکي فتحیابي سے زیادہ خوفناک ہوتي ھے ؛ اسي طرح مسلمان مجاھد کو شکست کا یقین ' اور زیادہ باھمت اور بے پروا کر دیتا ھے - جوں ھي مجاھدین کو اپنے امیر جماعت کي شہادت کا یقین ہوا ' وہ نعرۂ جنگ ' جسکي ہر تکرار اپنے اندر شجاعت و دلیري کي ایک حیات تازہ رکھتي ھے ' بلند کر کے ؛ ایک اخري جان گسل حملہ کردیا کہ امیر لشکر کے بعد تواب زندگي اور کم ضروري ہوگئي ھے - یہ گویا بحر شجاعت کي دو سو موجوں کا طوفاني ہیجان تھا ' جس نے دو ہزار تن کے اس اطالي جہاز کو غرق کردینے کے لئے ' تہ و بالا کر دیا ' لیکن تھوڑي دیر کے بعد ایک جماعت صفین درہم و برہم کرتي ہوئي دور تک نکل گئي تو دیکھا کہ امیر زندہ و سلامت ایک تودۂ ریگ کي آڑ میں موجود ہیں ' البتہ دو گولیاں دولت شہادت کی سینے میں امانت ہیں اور گو زخمي ہو چکے ہیں ' مگر قبضۂ شمشیر کے دولاب کی برقی سرعت کسی انسانی ہستی کو قریب سے گذرنے نہیں دیتي -"

* * *

جو لڑائی کسی انسانی زندگی کے ماتحت ھے ' اسکي فتح و شکست کو بھی اُس زندگی کے بقا و فنا پر موقوف ہونا چاھئے لیکن مسلمان مجاھدین کا دفاعی قتال کسی انسانی ارادے کے ماتحت نہیں ہوتا ' بلکہ اس نصرت فرما حی و قیوم کی راہ میں ھے ' جسکے لئے کبھی زوال و فنا نہیں ؛ انکا دل دست الہی میں ایک آلۂ معطل ھے : یقلبھا کیف یشاء - وہ کسی انسانی افسر کی نہیں ' بلکہ خدا کی فوج ہیں ' جسکو دشمن کا کوئی حربہ ' اور حربے کا کوئی نشانہ زخمی نہیں کرسکتا : و ان جندنا لهم الغالبون ۳۷ : ۱۷۳ - یہ وہ حزب الہی ھے ' کہ انسانوں کی تعداد قلیل پر حکم چلانے والے افسر بجاے خود رہے ' (جبل احد) کے دامن میں انہیں خود خدا نے بھیجے ہوے سپہ سالار اسلام (صلعم) کي خبر وفات آزماکر کہا گیا تھا و ما محمد الا رسول ' قد خلت من قبله الرسل - افان مات او قتل' انقلبتم علی اعقابکم ؟ و من ینقلب علی عقبیه' فلن یضر الله شیئا ; و سیجزي الله الشاکرین ۹۲ : ۱۳ *

یہ عدیم النظیر فتح یابي في الحقیقت حق اور صداقت کي بخشي ہوئي ما فوق الفطرۃ طاقتوں کا نتیجہ تھي جو اصطلاح قرآني میں نصرۃ الہي کي جنود مخفي ھے : وانزل جنودا لم تروھا' و عذب الذین کفروا ۹ - ۲۷ لیکن بظاہر امیر موصوف کي کارداني اور دشمنوں کي اُس بزدلي نے ' جو ہمیشہ ہزیمت اٹھانے کیلئے مستعد رہتي ھے' اسکي تکمیل کردي - سب سے پہلے پچاس آدمیوں کا نظر آنا ' پھر نماز سے فارغ ہوکر امیر علي کا مع پچاس ساتھیوں کے حملہ آور ہونا ' ابھي سو تلواریں چمک ھي رہي تھیں کہ تازہ دم سواروں کي تیسري جماعت کا ناگہاني آپڑنا ' اور ایک لمحہ کیلیے فرصت نہ دینا ؛ یکے بعد دیگرے یہ واقعات اس طرح پیش آئے ' کہ حیرت و تعجب نے رعب و ہیبت سے ملکر دشمنوں کے حواس گم کردے - دو سو آدمیوں کو اس بے پروائي سے لڑتے اور بتدریج ظاہر ہوتے دیکھہ کر اُنھیں یقین ہو گیا کہ کوئي بہت بڑي کمک انکے پیچھے مخفي موجود ھے ' جو اسي طرح یکے بعد دیگرے ظاہر ہوکر قیامت برپا کردے گي - وہ اسي خوف وہراس کے تذبذب میں تھے کہ شمالي جانب کي تیسري سو آدمیوں کي جماعت کا نعرۂ تکبیر دور سے سنائي دیا : فزلزلوا زلزالاً شدیدا رعب و اضطراب نے انکو یقین دلایا کہ وہ غیر معلوم مخفي کمک سر پر آگئي ھے : فزاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر - معاً تمام فوج میں گھبراھٹ پھیل گئي' اور سب نے قدم اس طرح اُکھڑے کہ پانچ پانچ میل تک اپنے متعاقبین کي ضربوں سے کٹتے چلے جاتے تھے مگر دم لیکر مقابلہ کرنے کي ہمت نہیں پڑتي تھي : فالله یؤید بنصرہ من یشاء' و ان في ذلک لعبرۃ لاولی الابصار ' ۳ : ۱۲

آیندہ نمبر میں امیر علي پاشا جزائري کي تصویر مع انکے بعض مشہور معرکوں کي تصویروںکے درج کی جائیگي اور پھر کبھی " احرار اسلام " کے کالم میں (امیر عبد القادر) مرحوم کے حالات مع تصویر شائع کر دے جائیگے *

عثماني مجاهد طرابلس

یوز باشي جاوید بک

- - -

دنیا میں تلوار اور قلم ایک ہاتھہ میں کم جمع ہوتے ہیں' تلوار کا آھني قبضہ شاید اسقدر سخت ھے کہ اسکي گرفت کے بعد انگلیوں میں قلم کي گرفت کي صلاحیت باقي نہیں رہتي ؛ لیکن سر زمین اسلام کے اعجوبہ زار میں کونسي شے تعجب انگیز نہیں ؟ تخت حکومت ' اور بوریائے درویشي ' علم فقر اور خلعت شاھنشاھی : محراب عبادت اور ایوان سلطانی : دبدبۂ سطوت اور عدل و مساوات: دولت و ثعارت: ا[illegible] و ال و قناعت ' اشتغال

دنیوی اور زہد و عبادت، ترقیات مادی اور تصفیۂ روحانی، اعتماد نفس و تدبیر اور تفویض و اعتقاد تقدیر، غرضکہ سیکڑوں جذبات و اعمال ہمیشہ باہم مخالف چلے آتے تھے، جنہوں نے سب سے اول اسکے جامع اضداد دور خصوصیت میں ایک دوسرے سے معانقہ کیا

منجملہ انکے ایک بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ تیغ و قلم کی قدیمی مخالفت متاثر دونوں کو ایک جگہ جمع کردیا، ممکن ہے کہ دیگر اقوام میں اسکی خال خال مثال ملے، لیکن اسلام کی تاریخ اسکی سیکڑوں مثالوں سے لبریز ہے - اسکے دور عروج میں ہزاروں تصنیفات جہاں مدرسوں کے سنگی حجروں اور مسجدوں کے گرد آلود صحنوں میں ترتیب دی گئی ہیں، وہاں شاہی تخت و ایوان کے طلائی فرش، اور سپہ سالار کے دفتر جنگ میں بھی نیام کے ساتھ قلمدان نے جگہ پائی ہے *

اسلام کی تاریخ میں فتنۂ تاتار سے بڑھکر اور کوئی آفت نہیں آئی، سنہ ۷۰۲ ہجری میں جب (قتلر خان) نوے ہزار فوج کے ساتھ شام پر حملہ آور ہوا، تو علامۂ ابن (تیمیہ) اپنے درس و تدریس کے حجرے میں مصروف تصنیف و تالیف تھے، لیکن حملے کی خبر جوں ہی شایع ہوئی قلم کی نوک توڑ کر اٹھہ کھڑے ہوے، اسکو شمشیر جہاد کے قبضے سے بدل لیا، سلطان ناصر سے ملکر تمام ملک میں حفظ وطن و دفاع کی تحریک پہیلائی، اور ایک تجربہ کار افسر فوج کی طرح برج الصفر کے میدان میں داد شجاعت دیکر دشمنوں کو شکست دی *

(صقلیہ) میں قاضی اسد کے جنگی کارنامے اس خصوصیت کی ایک مشہور مثال ہیں *

یہ سچ ہے کہ اب صدیوں سے ان اسلامی خصوصیات کی مثالیں ناپید ہیں، مگر اسکا سبب زمین کا نقص نہیں، بلکہ نشؤ پذیر تخم کی نایابی ہے، انسان اپنے تمام جذبات و قوی کے ظہور کیلئے خارجی محرکات و موثرات کا محتاج ہے، اور یہی طبیعی احتیاج اسلام کی اصطلاح میں تقدیر اور اذن الہی ہے، جسکے بغیر دنیا کا ایک ذرہ بھی ہل نہیں سکتا، اسلام پر آٹھہ سو صدیوں سے جو عالمگیر تنزل چھایا ہوا ہے، اسکا اصلی سبب یہ ہے کہ قوتوں کے ظہور و تحریک کیلئے سنین اوائل کے سے حالات و اسباب میسر نہیں، ورنہ اج بھی اسلام کی خاک وہ لعل و جواہر اگل سکتی ہے، جنکی درخشندگی نے چشم عالم کو خیرہ کردیا تھا *

ہجوم خیالات سلسلۂ سخن قائم رکھنے نہیں دیتا، جنگ طرابلس نے گذری ہوئی باتوں کو پھر زندہ کردیا ہے، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اعلان جنگ کے ساتھہ ہی سیکڑوں اہل علم اور صاحبان درس و تدریس ترکوں نے قلم کی جگہ شمشیر کا وقت دیکھا تو عثمانی دفتر جنگ کی میز کو عرضداشتوں سے بھر دیا، (مصر) سے والنٹیروں کی جو جماعتیں گئیں ہیں، ان میں ایک بڑی جماعت مدرسوں کے طلبا، اور ارباب قلم کی بھی ہے جو آج (درنہ) اور (عزیزیہ) کے میدان میں تربیت یافتہ سپاہیوں کی طرح لڑ رہی ہے، العلم قاہرہ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ " ان مصری والنٹیروں نے اپنی شجاعت و کاردانی سے تمام عثمانی سپاہ کو متحیر کردیا ہے "

ایسے ہی وطن پرست اور جان نثار اسلام نوجوانوں میں (بنغازی) اور (درنہ) کا مشہور معرکہ آرا جاوید بک ہے، جسکی (تصویر) آج اس کالم میں درج کی جاتی ہے، جب اٹلی کے حملے کی خبر مشتہر ہوئی، تو یہ فرانس میں مختلف علوم و فنون کی تکمیل میں مصروف تھا، لیکن جنگ کے اعلان کی خبر سنتے ہی اضطراب دلی سے بیقرار ہوگیا، تمام اشغال یکسر ترک کرکے فرانس سے تیونس آیا، اور وہاں سے سیکڑوں ترک و عرب افسروں کی طرح بہیس بدل کر حدود (طرابلس) میں صحیح و سالم داخل ہوگیا *

اجکل کے ترک اہل قلم میں اسکی جگہ ممتاز ہے اکثر بلند پایہ رسائل میں اسکے علمی مضامین شائع ہوے اور تمام علمی حلقوں میں وقعت کی نظر سے دیکھے گئے، (انقلاب عثمانی) کے بعد جب اس نے اپنی مشہور تصنیف " تاریخ انقلاب سیاسی یورپ خصوصاً فرانس ". دو ضخیم جلدوں مین شائع کی تو اسقدر مقبول ہوئی، کہ تین سال کے اندر دو مرتبہ ہزاروں کی تعداد مین چھپ کر فروخت ہوگئی، لیکن آج اسکی تصویر دیکھئے، تو فرانس کے کسی دار العلوم کی جگہ مدرسہ حربیہ کا تربیت یافتہ جنرل معلوم ہوتا ہے *

(طرابلس) نے مختلف حصص کے اکثر معرکوں مین یہ ابتدا سے شریک کارزار رہا اور ہر میدان سے ناموارانہ و سر بلندانہ پلٹا، اکثر موقعوں مین جب نہایت پر خطر اور مخدوش جنگی خدمات کی ضرورت ہوئی تو سب سے پہلے اسی نے اپنی جگہ سے حرکت کی، بارہا ایسا ہوا کہ بہیس بدلکر تن تنہا نکل گیا ہے، اور گھنٹوں اٹالین کیمپ کی سیر کرتا رہا ہے، ایک مرتبہ کسی ایسے ہی مخدوش موقع میں دشمنوں کے سخت محاصرہ میں آ گیا تھا، لیکن اپنی بے جگری اور بے باکانہ شجاعت کی وجہ سے صاف بچکر نکل گیا *

درنہ کے درسخت معرکے تو اسی کی شہامت و دلیری سے سر ہوے (انور بک) نے اپنی مراسلات میں چند بہادروں کے کارناموں کی خصوصیت کے ساتھ داد دی ہے، ان میں دوسرا نام اسی صاحب تصویر کا ہے متع اللہ الاسلام و المسلمین بحفظ وجودہ و طول حیاتہ

کارزار طرابلس

شیخ سلیمان بارونی [ضلیله] کے عرب مجاهدین کے ساتهه دشمن کا انتظار کررهے هیں *

مصرکي ڈاک

— . —

طرابلس کا پیغام

شیخ (سلیمان البارزني) عثماني پارلیمنٹ میں جبل غربي کي طرف سے ممبر هیں ' اور منجمله ان ملت پرستانِ غیور کے هیں ' جنهوں نے آغاز جنگ سے اپنی زندگي غزوۂ طرابلس کے نذر کردي گذشته دسمبر میں جب یه طرابلس پهنچے ' تو قبائل عرب میں جهاد کي تحریک ابهي نئي نئي شروع هوئي تهي ' اور (انور بک) کسي رفیق و معین کے لئے نهایت مضطر تهے انهوں نے پهنچتے هي ابتدائي ایک ماه دورے میں صرف کیا ' اور جب واپس آئے تو مجاهدین عرب کے گروه گروه اُنکے یمین و شمال تهے ' آینده نمبر میں اُنکے متعدد معرکونکي تصاویر (الهلال) میں درج کي جائینگي *

۵ جون کو انهوں نے مقام دهیبات سے مندرجۂ ذیل تار ترکي کے تمام اخبارات کے نام روانه کیا هے جو در اصل طرابلس کا تمام عالم اسلامي کے نام پیغام هے :—

" میں کامل وثوق ' اور پورے یقین کے ساتهه کهتا هوں ' که همارے دشمنوں نے ناکامي کے سوا اور کچهه نهیں دیکها ' انکو ایک دن کیلئے بهي فتح و نصرة نصیب نهیں هوئي ' اور نه کبهي آینده هو سکتي هے ' وه خداے بزرگ وتوانا کي مدد سے همیشه مقهور و مخذول رهیں گے *

دشمن چهه مرتبه اپنے نهایت مهلک و مهیب قواے جنگ کے ساتهه نکلا - اور خشکي و تري - دونوں جانبوں سے هم پر مسلسل آگ برسائي گئي - لیکن الحمد لله که هر مرتبه نا کام و خجل هوکر واپس گیا *

۲۰ مئي کے معرکے میں - میں خود شریک تها - میری آنکهوں نے مجاهدین کے عزم و ثبات کا جو مرقع دیکها - اسکو مدة العمر فراموش نه کر سکونگا - وه عقلوں کو متحیر کرنے والا - اور عثماني مفاخر کیلئے ایک بقا بخش منظر تها *

جب میں (فروا) اور (جنزور) کي خندقوں کو دیکهنے کیلئے نکلا تو گویا انساني فضائل کے مجسمے میرے سامنے کهڑے تهے - جب لوٹا تو مجاهدین کي حمیت و حماسة - اور وطن پرستي و جان نثاري کے مناظر نے میري آنکهوں میں فخر و مباهات کي ٹهنڈک پیدا کردي تهي - اور دل محویت و بیخودي سے قابو میں نه تها -

عثماني شان کي عظمت - اور خلافۂ عظمی کے شرف کے تحفظ کیلئے - مجاهدین کے خود فروشانه اعمال تاریخ عالم میں همیشه یادگار رهیں گے *

اے میرے محترم بهائیو ! تم آج ایک ایسے فیصله کن دن کي صبح میں هو - جسکي شام کے بعد پهر کچهه نهیں هے - انساني قلوب کي قسمت آج تمهارے هاتهوں میں هے - تم چاهو - تو انهیں مسرت و انبساط کے بهشت میں پهنچادو - اور چاهو تو همیشه کیلئے حسرت و الم کا ماتم کده بنادو - یهی دن هے - یا تو ملت اسلامي اوج عظمت و علا پرچمک سکتي هے - یا حضیض موت و فنا میں قیامت تک کیلئے گمنام هوجاسکتي هے - هاں - یهي آخري یوم الفصل هے - جسکو دونوں حالتوں کیلئے حد فاصل یقین کرو - یا جنگ طرابلس کا خاتمه یا خلافت عثمانیه کے تقسیم کا فاتحه *

میرے عزیز بهائیو - هم کو مت چهوڑو - اور یه نه بهولو که ملت کي سلامتي کے لئے اپني زندگي کو فدا کرنا حکم الهي هے - اور اُسنے اپنے ثابت قدم بندونکي نصرت کا وعده فرمایا هے - اگر اطالي اپنے ظلم و اعتدا سے باز نهیں آتے تو ساحل کي پاسباني کب تک کرینگے ؟ یه نا گزیر هے که انهیں اپنے ذخائر رسد اور سامان جنگ کو داخلي حصے میں منتقل کرنا پڑیگا - اور پهر اوس کے بعد هماري ایک هي فیصله کن اور محکم ضرب ان کے لئے فیصلۂ قضا کا کام دیگي

لیکن اگر خدا نخواسته تم صلح پر راضي هوگئے ' تو همارا وثوق و اعتماد تم پر سے جاتا رهیگا اور اپنے شرف و وقار کے ساتهه همارے دلوں کو بهي زخمي کروگے فرض کرو که تمهاري غیرت نے اسے گوارا بهي کرلیا ' لیکن بتلاؤ که اسکے بعد دنیا کي آزاد قوموں اور تمام مشرقي ممالک کے آگے کیونکر اپنے چهرے کو بے نقاب کرسکوگے ؟ علی الخصوص تمام عالم اسلامي کي اُن نگران آنکهوں کو

کو کیا جواب دوگے جو تم سے تمہاری حکومت اور پارلیمنٹ نہیں بلکہ اسلام کے شرف و عظمت کا مطالبہ کرینگی ؟

ہم عثمانی پارلیمینٹ کی موجودہ نشست سے کچھ نہیں مانگتے ' مگر یہ کہ وہ (طرابلس العرب) کو ہاتھ سے نکلنے اور اگر تم نے ہمکو چھوڑ دیا تو اس آواز کو صداے تقدیر کی طرح یاد رکھو کہ ہم مع اپنے تمام سربکف جاندادگان شہادت کے اس لوائے مجد و شرف کے نیچے ثابت قدم رہیں گے ' جسکو (عثمان اول) نے اپنے کاندھے پر رکھا تھا ' اور پھر (محمد) فاتح نے فضاے عالم میں بلند کیا تھا *

تلوار اب ہمارے کاندھے سے اس وقت تک جدا نہیں ہو سکتی جب تک ان دو چیزوں میں سے ایک ہمارے ہاتھ میں نہو - یا دائمی شرف ' یا جام شہادت ' تلوار ہم پر اٹھائی گئی ہے تو اب تلوار ہی آخری فیصلہ بھی کرے گی - ہم یہ سب کچھ اس خداے لایزال کے اعتماد پر کرنے کا دعوا کرتے ہیں ' جو اپنے بندوں کی طرح مظلوموں کو نہیں چھوڑتا *

طرابلس باوجود ہر لحاظ سے مفلس ترین ولایت عثمانی ہونے کے ' آٹھ مہینے تک میدان مدافعت میں مستقل اور ثابت قدم رہا اور اسی طرح انشاء اللہ آخر تک رہے گا - دشمنوں کو

(عزیزیہ) میں عثمانی کمپ

اُس نے ہر میدان میں شکست دی اور انکے دوزخی آلات ناریہ کی شب و روز مسلسل بارش پر بھیلاتے ہوے معرکے سر کیے - وہ باوجود اپنے اس جہنمی سامان کے ساحل چھوڑ کر ایک قدم آگے بڑھنے کی ہمت نہیں کرسکتے اور اپنے مظلوم حریف کے رعب و داب سے اپنے قلعہ نما خیموں کے اندر لرزتے رہتے ہیں

یہ (طرابلس) کا پیغام ہے جو میں حکومت ' پارلیمنٹ اور تمام ملت عثمانی کے نام روانہ کرتا ہوں (سلیمان الباروني) *

میدان جنگ سے موسیو کولیرا کی چٹھی

قاہرہ کے فرانسیسی اخبار (الدیل) کا پرو پرائٹر موسیو (کولیرا) میدان جنگ سے لکھتا ہے :-

"جنگ کے میدانوں میں حوادث و واقعات کب اور کس دن نہیں ہوتے ؟ لیکن کل (بنغازي) میں ایک ایسا واقعہ گذرا ہے جس نے طرابلس میں لڑنے والے اطالیوں کے خصائل و عادات اور حقیقت واقعہ کو بالکل بے نقاب کردیا - یہ ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جسکی کسی طرح تکذیب نہیں ہوسکتی : کیونکہ اپنے بات کی صحت و صداقت کو اپنی ضمانت پر پیش کرتا ہوں : موجودہ حالات و حوادث کی صحت کی زبان بجاے خود انکی صحت پر مہر ہے اور اس میدان قتال کے تمام احیاؤ اموات اسکی تائید و تائید میں متفق ہیں *

اطالی اس کوشش میں تھے کہ طمع و فریب کے اثر سے بدویوں کی ایک جماعت کو رام کریں اور انسے ایک خاص رسالہ ترتیب دیکر اسی طرح عربوں کے حملوں سے بچ سکیں : اب ایک جماعت اس طرح کی طیار ہوگئی ہے ان میں سے ہر شخص کو کچھ کچھ ماہوار تنخواہ دی جاتی ہی *

کل پہلی مرتبہ یہ رسالہ نکلا - دو پیادہ اطالی رجمنٹیں بھی اسکے ساتھ تھیں - اطالیوں کے بہ نیت حملہ نکلنے کی خبر سنتے ہی عثمانی چھاؤنی میں ہر طرف خوشی پھیل گئی - عرصے کے بعد شکار کے ہاتھ آنے سے کون شکاری ہے - جو خوش نہوگا ؟ لیکن افسوس کہ یہ خوشی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہی *

اطالی لشکر عرب رسالے اور پیادہ اطالی رجمنٹ سے مرکب ہوکر نکلا : لیکن ابھی راہ ہی میں تھا کہ مجاہدین کی ایک دورہ کرنے والی ٹکری سے مدبھیڑ ہوگئی - یہ گشت لگانے والی جماعتیں عموما چھوٹے چھوٹے دورہ ہوتے ہیں - اور جب موقعہ ملتا ہے دشمن کی تلاش میں نکل جاتے ہیں - یہ لوگ بھی کوئی بڑی تعداد میں نہ تھے البتہ انکا ہر فرد سنگین بازو اور ناممکن تسخیر تھا - انہوں نے جب دیکھا کہ دشمن اپنی پوری قوت اور سامان کے ساتھ آرہا ہے - تو فوراً زمین کے نشیب و فراز اور ریگستانی ٹیلوں میں گوشہ گیر ہوگئے - اور ایک ساتھ بندوقوں سے آگ برسانی شروع کردی - چند لمحے ابھی پورے نہیں گذرے تھے کہ اطالیوں کے ہوش پراگندہ ہوگئے اور تمام فوج نصف دائرے کی صورت میں ہوکر اُس تیزی کے ساتھ - جو انسانی طاقت میں ہے اپنے کیمپ کی طرف روانہ ہوگئی *

یہ گویا ایک محض تماشا تھا - مگر اس تماشے میں بھی ۷ اطالی - اور ۷۰ وطن فروش عرب - جو آنکے ہمراہ تھے مقتول ہوے *

طرابلس الغرب میں مہینوں سے جنگ و قتال کی جو چکی چل رہی ہے اسکے ایک دور جزئی کا یہ نمونہ تھا جس سے اٹلی کے قبضۂ طرابلس کی امیدوںکا اندازہ کیا جا سکتا ہے - یہ اُن متمدن حلقوں کی سیر کیلئے ایک نہایت دلچسپ تماشاگاہ ہے جو طرابلس میں اٹلی کو محض تہذیب و تمدن کی تعلیم کیلئے حملہ آور دیکھ رہے ہیں : حالانکہ وہ آج صحرا نشین بدؤں کو درس شجاعت دینے سے بھی عاجز ہے !

باللاسف - مجھکو عثمانیوں کی محبت و طرفداری - اور حقیقت چھپانے کے الزام سے متہم کیا جاتا ہے - لیکن سچ یہ ہے کہ اپنی جگہ الزام دینے والے بھی مجبور ہیں - میں خود بھی ایسا اعتقاد رکھنے کی ہرگز خواہش نہیں رکھتا تھا کہ بزدلی اور نا مردی اس شرمناک درجہ تک پہنچ جاے گی - لیکن اب اپنی آنکھوں کو کیونکر جھٹلاؤں ؟ دیکھتا ہوں - اور باوجود تعجب کے یقین کرنے پر مجبور ہوں *

فی الحقیقت ایک جرار اور خوفناک مغربی فوج کو ایک پراگندہ اور صحرائی بھیڑ کے مقابلہ میں عاجز و خایف سنکر کون یقین کرسکتا ہے ؟ وہ ہر طرح سے مکمل فوج - جسمیں ڈیڑھ لاکھ سپاہیوں کا سمندر لہرارہا ہے - جسکے ۵۲ تجربہ‌کار اور تربیت یافتہ کمانڈر اپنے سینوں کو طلائی تمغوں سے چھپاے ہوے ہیں - جسکے پاس بیسویں صدی کے قیمتی آلات جنگ کا ایک جنگل ہے - اور جسکے کیمپوں میں توپ کے گولوں اور بندقوں کی گولیوں کے پہاڑ کھڑے ہیں - اپنے اُس حقیر و ضعیف حریف پر ایک مرتبہ بھی جزئی سے جزئی فتح نہیں پاتی ' جو اس کے جنگی سمندر کے مقابل میں چند قطروں سے زیادہ نہیں - ایک بادیہ نشیں وحشی گروہ ! جو چالیس برس سے بھی کم عمر والے چند ترک لڑکوں کے ماتحت ہے - جسکے پاس تقسیم کرنے کیلئے ایک قسم کے پرانے اور کم قیمت اسلحہ بھی نہیں ' جو اسلحہ جس کو مسیر ا کیا وہی اسکی متراليوز اور وہی اسکے لئے ترپ کی توپ ہے - پھر موجودہ جنگی دور کی اصلی چیز یعنی برقی مشین سے گولے برسانے والی اور قلعہ شکن توپوں کی تو انہوں نے صورت تک نہیں دیکھی !

اور پھر کیونکر اس بات کا تسلیم کرلینا ممکن ہے کہ صحراے طرابلس کے دس وحشی بدو اٹلی کی جرار پلٹنوں کو ایک لمحہ کے اندر پیٹھہ دکھلا کر فرار کرنے پر مجبور کر دیسکتے ہیں ؟ جبکہ وہ مدتوں کی روپوشی کے بعد ملکی رسالوں کے آڑ میں بڑے ساز و سامان کے ساتھہ نکلے ہوں ؟ یقیناً ان عجائب کو بغیر شک و شبہ کے کوئی سامعہ قبول نہیں کرسکتا - یہ خوارق و معجزات ہیں ' جنکو باوجود اپنے سامنے دیکھنے کے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مجھے خود خواب و خیال معلوم ہونے لگتے ہیں *

اصل بات یہ ہے کہ اُنکی ناکامی کا اصلی باعث خود انکی بزدلی و نامردی ہے اور بس - انہوں نے ابتدا کے ایک دو مقابلوں کے بعد ہی اپنا گویا دائمی جنگی پروگرام یہ بنا لیا ہے کہ ساحلی بیڑہ کے گولوں کی حد پرواز سے ایک بالشت بھر بھی آگے قدم نہ رکھیں - اب انکا یہ پروگرام کوئی راز نہیں رہا اور نہ کسی تفصیل کا محتاج ہے - اسکا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ پوری اطالی چھاونی اپنے گھر کے اندر بھی ایک دائمی مصیبت و محنت میں مبتلا ہوگئی ' راحت اور امن و سکینۃ ان میں سے ایک فرد کو بھی نصیب نہیں ' ہروقت گویا ایک نامعلوم الحال دشمن کا حصار انکی چاروں جانبوں کو گھیرے رہتا ہے ' جسکے خوف سے پا بہ زنجیر قیدی کی طرح ہر حال میں گوشہ گیر اور محصور رہتے ہیں : لیکن یہاں تک بھی مضائقہ نہ تھا کہ وہ حریف کو محصور کرنے کی جگہ خود محصور ہوگئے : سب سے برا مہلک نتیجہ اس سے یہ نکلا کہ پوری فوج کی اخلاقی طاقت یکسر اس سے سلب ہوگئی : ایک سپاہی کیونکر سپاہی رہسکتا ہے جبکہ اسکے افسر ہر وقت اسکو پوشیدہ اور خائف رہنے کی تلقین کرتے ہوں ؟ نڈر اور بے باک ہونا سپاہیانہ زندگی کی اولین شرط ہے ' لیکن جبکہ کسی فوجی گروہ میں کمانڈر کا یہ حکم ہو کہ اپنے طلسمی اور غیر مرئی دشمن کے خوف کے بھوت سے ہر وقت لرزتے رہو ' اور ایسا یقین کرو کہ گویا وہ تمہارے سامنے موجود ہے ' یہاں تک کہ اگر کسی رات کو اڑنے والے صحرائی پرند کی وجہ سے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ بھی محسوس ہو ' توبھی بلاتامل توپوں کو خالی کرنا شروع کردو ' تو ظاہر ہے کہ سپاہیوں کو اپنے اِن شجاعانہ احکام دینے والے افسروں پر کس درجہ اعتماد اور بھروسہ ہوگا ؟ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بمجرد کسی وہمی کھٹکے کے جو خود انکے متخیلہ کا مخلوق ہوتا ہے ' تمام اطالی کیمپ میں کامل سرگرمی کے ساتھہ نقل و حرکت شروع ہوجاتی ہے ' اور ہر اطالی فرد اس اضطراب اور بے چینی سے دوڑنے لگتا ہے گویا چند لمحوں کے اندر کسی عظیم الشان جنگی گروہ سے مقابلہ درپیش ہے : وہ قیمتی گولے جنمیں سے ایک گولے کی قیمت طرابلس کے کئی حاجتمند خاندانوں کو مہینوں تک زندہ رکھسکتی ہے ' بغیر تمیز و امتحان کے اس بے دردی کے ساتھہ فضا میں اڑاے جاتے ہیں گویا یہ یورپ کا یہ نوزائد گروہ محض قیمتی گولوں کو پھینکنے کر اپنی دولت و تمول کی نمایش کے لئے یہاں آیا ہے اور اسے اور کوئی کام درپیش نہیں ' یہ سینکڑوں گولے فضا میں بلند ہوکر پھٹتے ہیں ' مگر انکے شکار کیلئے میلوں تک کوئی انسانی وجود موجود نہیں ہوتا - آغاز جنگ سے ابتک ہزاروں گولے اسی طرح صرف کئے گئے بغیر اسکے کہ ایک متنفس کو بھی نقصان پہنچا ہو *

اطالیوں کی یہ حالت ٹھیک اُن چرواہوں کے لڑکوں کے مشابہ ہے جو جنگل کی تاریکی میں اپنی اپنی زور زور سے چیخنے لگتے ہیں - لیکن اس سے مقصود خارج میں کسی سے تخاطب نہیں ہوتا - بلکہ وادی کے نیچے سے جو ڈراونی آوازیں سنائی دیتی ہیں - انکے خوف و رعب کو شور و غل کرکے اپنے دل سے دور کرنا چاہتے ہیں

اسکے مقابلے میں عثمانی کیمپ کی حالت کا بیان کرنا نہایت دلچسپ ہوگا - جبکہ اطالی کیمپ میں اُنکی خیالی اور وہمی صورتیں فوجی طیاری شروع کرادیتی ہیں - یہ مجاہد اطمینان اور سکون کی نیند میں سوتے سوتے مسکرانے لگتے ہیں - سو گولوں تک تو یہاں کسی کو خیال بھی نہیں ہوتا : ہاں جب کبھی پانچ سو گولوں کی آوازوں تک نوبت پہنچتی ہے - تو ایسا ہوتا ہے کہ بعض سپاہیوں کے تکیے سے سر اٹھاکر چاروں

طرف ایک نظر ڈال لي ھے اور کبھي کبھي ایک دو سپاھي خیمه سے باھر بھي آکر کھڑے ھوگئے ھیں *

(انور بک) بدستور جنگ کي فرصتوں کا پورا وقت سپاھیوں کي تعلیم اور شہرني فوجي اور ملکي حالت کي اصلاح حال میں صرف کرتے رھتے ھیں - بکباشي **مصطفی** بک بھي انکے همراہ همیشه غیر معلوم اشغال و اعمال میں شب و روز مصروف رھتے ھیں - تمام کاموں میں رازداري انتہا درجه کي ھے - سوا انکے اور آنکے خاص رفیقوں کے ممکن نہیں که عثماني کیمپ کے عام لوگ بھي واقف ھوسکیں

اپنے پر مشقت کاموں سے فارغ ھوکر عثماني کیمپ کے تمام لوگ آلات موسیقي کے گرد جمع ھو جایا کرتے ھیں - تا که نغمات جذبات انگیز و کلفت ربا سے ایک ھي وقت میں جوش اور سکون دونوں حاصل کریں - انکا فوجی ترانه بھی نہایت موثر' اور دل و دماغ کو بے قابو کردینے والا ھے ' وہ ھمارے وطنی گیتوں کی طرح محض قومی و ملکی مفاخر کی موسیقی ھی نہیں ھے ' بلکه حریت و وطن پرستی کی ایک دل میں اتر جانے والی صدا ھے ' جسکی تاثیر میں قوم و ملک کی تفریق حارج نہیں ھوسکتی - عثمانی کیمپ میں کوئی متنفس ایسا نہیں ھے جس نے یه نغمے نه سیکھه لئے ھوں حتی که جرمن افسر بھی تعلیم پاکر اس سے همیشه ذوق و کیفیت حاصل کرتے رھتے ھیں *

الشیخ الشریف احمد السنوسي

هدیۀ سلطانی کے جواب میں خط انور بک کے نام

پچھلے دنوں اعلی حضرت (سلطان المعظم) نے شیخ احمد السنوسی کیلئے ایک مرصع شمشیر بطور هدیۀ سلطانی کے بھیجی تھی - یه شمشیر خاندان آل عثمان میں اعلی سے اعلی جلالت و منزلت کا نشان سمجھی جاتی ھے اور (سیف شرف) کے لقب سے موسوم ھے ' اسکے عطیه سے بڑھکر اور کوئی عزت نہیں جو تخت خلافت عثمانی کی جانب سے کسی کو ملسکتی ھے

اس هفتے کی مصري ڈاک میں شیخ مرصوف کے اس خط کی نقل آگئی ھے جوانہوں نے اس هدیۀ سلطانی کے جواب میں (انور بک) کے نام بھیجا ھے اور شیخ کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی کو اپنے ھر لفظ سے ظاھر کرتا ھے - وہ لکھتے ھیں :

" من کاتبه عبد ربه و غلام استاذه السید المهدي احمد الشریف السنوسی الخطابی الحسینی - الی حضرت شمس المفاخرالذي اضاءت به نواحیها - و المنارالذي تهتدي به ساریها - القومندان العام انوربک نورہ الله و نور به الاسلام *

بعد حمد و صلواۃ - اپکا مکتوب گرامی پھنچا جو محبت و داد کے برا ھین قاطعه ' اور حضرت ذات شاھانه کے اس التفات واحسان کے دلائل واضحه پر مشتمل تھا جو میرے حال پر مبذول ھے خدا تعالی اپنی نصرۃ سے همیشه خلیفۀ اعظم کی تائید فرماے آمین *

همیشه اسکے ظل عاطفت میں رعایا امن اور راحت حاصل کرے اور اسکے فضل و احسان سے همیشه ممتع ھوتی رھے شریعۀ محمدیه اسکی حمایت سے ایک ایسا تختۀ گلستان رھے جسکی بہار کو خزاں کے حملے سے خوف نہو - اور ملۀ بیضاء اسکی جلال و قوت سے اس طرح محفوظ رھے که اعداؤ اجانب کے طمع و استیلا سے ھراس نہو گمراھی و فساد اور فتنه ؤ نفاق اسکی سر زمین اقبال سے همیشه دور رھیں بقوله تعالی : یا ایها الذین امنوا اتقو الله حق تقاته ولاتموتن الا و انتم مسلمون و اعتصموا بحبل الله جمیعا و لا تفرقوا - خداتعالی ھم کو اور آپکو اتباع کتاب وسنت کي توفیق دے اور اپني نصرۃ موعودہ کا امیدوار رکھے - بقوله تعالی - ان الله مع الصابرین -

ھم کو سید المرسلین (صلعم) کے اِس فرمان پر یقین کامل ھے که " میري امت میں سے همیشه ایک گروہ حق پر قائم و ظاھر رھے گا مخالفین اسکو کوئي مضرت نہیں پھنچا سکیں گے یہاں تک که امر الھی کا وقت ظاھر ھو " خداتعالی نے ھم کو همیشه اعلان کلمۃ الله کیلئے مستعد رھنے کا حکم دیا ھے ' جیسا که فرمایا : ظلم کرنے والے کفار کو قتل کرو ' خدا تمھارے ھاتھوں سے انکو عذاب دلاے گا اور رسوا کریگا ' تم کو انپر فتح و نصرت دیگا ' اور مومنوں کے قلوب کو خوف و تزلزل کے عوارض سے شفا بخشے گا وہ خدا کے بھی دشمن ھیں ' اور تمھارے بھی دشمن ھیں " اور مع ذلک اعتماد جو کچھه ھے وہ محض الله ھی کی نصرت بخشي پر ھے ' بقوله تعالی : " تم کفار پر تیر نہیں چلاتے تھے ' بلکه خود خدا چلا رھا تھا ' اور تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکه خدا نے انہیں قتل کیا "

ان گذشته مسلمانوں کی حالت پر نظر رکھنی چاھئے جنہوں نے اعداے اسلام کے مقابلے میں مدتہاے مدید اور سالہاے دراز ایک ایک مقام بر بسر کردے اور انکے صبر و ثبات میں فرق نہیں آیا ؛ مقابل خواہ کتنی ھی طاقت رکھتا ھو لیکن جنگ کی صبر و استقلال سے طوالت ' اسکو اپني جگھه پر قائم نہیں رھنے دیسکتی - الله تعالی ھم سب کو نہج قویم اور صراط مستقیم پر استقامت بخشے ' همیشه اسلام کیلئے مسا عدو معاون ' ملت کیلئے دست قوي ' وطن کیلئے قوۃ و جان نثار' اور اغیار کیلئے شمشیر برھنه ثابت ھوں *

میري جانب سے اعلی حضرت کی جناب میں تحیۃ و سلام پھنچا دیجئے اور یقین کیجئے که میں خلوت و جلوت اور اوقات اجابت میں همیشه آپ کے لئے دست بدعا ھوں *

(تحریر شب جمعه ٨ - جمادي الاولی سنه ١٣٣٠ - المقتبس النور القدسی احمد بن السید الشریف السنوسی) *

عربی
فارسی اور اردو ٹائپ کی
اعلےٰ ترین چھپائی کیلیے
[illegible]
مستعد
ہے!

میدان جنگ سے تار

المؤید قاهرہ کے نام

(بنغازي - ١٨ جون بقبق سے ٢٥ کو روانہ کیا گیا) - آجکل اٹلی کے هوائی جہاز میدان قتال میں کثرت سے اوڑ رهے هیں ' لیکن خوف و هراس کی شدت جو اوڑانے والوں اور اطالی فوج کی علامت ممتاز هے حملہ کی جرأت نہیں دلاتی - یهی وجہ هے کہ اس وقت تک اس سے همیں کوئی نقصان نہیں پہنچا *

تهوڑي دیر کا واقعہ هے کہ ایک مسلح جنگی جہاز همارے کیمپ کی وسیع فضا میں نمودار هوا اور نو بم کے گولے پهینکے لیکن ایک فرد واحد کو بهی نقصان نہ پہنچا سکا *

اهل عرب کی شجاعت بدستور تاریخ کے خوارق ومعجزات کا حکم رکھتی هے - ایک عرب ترسوں رات کو دشمن کی جانب گیا اور تنہا انکی قلعہ نما گڑهی میں داخل هوکر بے دهڑک حملہ کر دیا ' بهت سے اطالی سپاهی جو اپنی اپنی ڈیوٹی پر کام کررهے تهے - اس ناگہانی حملے کی نذر هوے - پهر صحیح و سالم اپنی بندوق کاندهے پر رکهے هوے اپنے لشکر میں آموجود هوا - میں نے خود اس عجیب بندوق کی زیارت کی هے *

کل هماري ایک گشت لگانیوالی جماعت دیکھہ بهال کیلئے نکلی تهی کہ یکا یک (بنغازي) کے باغوں میں ایک اطالی جماعت سے مقابلہ هوگیا - (بنغازي) کے ان باغوں تک گشت لگاتے چلے جانا فی الحقیقت عرب و عثمانی فوج کے سوا اور کسی انسان کی طاقت میں نہیں هے - همارے کیمپ سے تین هزار کی ایک قوت فوراً روانہ هوگئی ' اس امید سے کہ دشمن اپنی جماعت کو مقابلے میں دیکھکر نکلے گا اور عثمانی فوج کو اس بہانے ایک قابل ذکر معرکہ هاتهہ آجائے گا *

لیکن جب عثمانی فوج مرقعہ پر پنہچی تو معلوم هوا کہ دشمن کی فوج تو چند گولیاں کهاکر پیشتر هی بهاگ چکی هی ؛ اور اطالی اپنے استحکامات کے اندر سے عثمانی فوج کی موجودگی کو دیکھہ رهے هیں مگر نکلنے کی جرات نہیں *

عثمانی فوج هر اول کے اس اتفاقی مقابلے میں بهی چند اطالی شکار هو گئے - ازاں جملہ ایک افسر ' جسکے ماتحت وہ جماعت نکلی تهی *

٢

تین هزار سپاهیوں کی سرکشی

بنغازي میں اطالیوں نے تلوار رکهدي

بقبق — ١٩ جون درنہ سے روانہ هوا ٢٠

دشمن کی جس جماعت نے (بنغازي) میں اپنے تئیں عثمانی فوج کے سپرد کردیا هے ' انهوں نے ظاهر کیا کہ وہ سوشیلست عقیدے کے هیں ؛ اور چونکہ جنگ میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اسلیے کنارہ کش هوکر همارے قبضے میں آگئے هیں *

انهوں نے عثمانی جنرل کمانڈر کے آگے نہایت اصرار و وثوق سے کہا کہ (بنغازي) میں اس وقت تک انکا نقصان ٢٢ - هزار تک پہنچ چکا هے - جنمیں سے تین هزار سپاهیوں نے تو افسروں کے احکام جنگ کی تعمیل سے انکار کردیا اور (اٹلی) واپس گئے - باقی کچھہ تو مقتول و مجروح هوے ' اور بهت سے پاگل هوگئے کثرت توحش و اضطراب ' اور دائمی مصائب اور شب بیداري وغیرہ کی وجہ سے - جنرل کمانڈر (عزیز بک) مصري نے انکے ساتهہ نہایت رعایت و مهربانی کا سلوک کیا اور اس امر کیلئے وسائل احتیاط اختیار کیے کہ باقی سپاهیوں کو جو انکی طرح کنارہ کش هوکر چلے آنے پر مستعد هیں ' کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے - اس طرح کے لوگوں نے گشت لگانے والی عثمانی فوج کی اپنی صداقت کے ثبوت سے تائید بهي کی *

(قبیلہ عواقیر) کے مجاهدین کی جانفروشانہ شجاعت کي داد نہیں دي جاسکتي - علی الخصوص مصر کے (ملوم بک) سعدي کا خاندان - جس نے پچھلے معرکوں میں دلیري و خود فروشي کے معجزات دکهلاے - ان میں سے نامور (عبد السلام) اور اسکے بهائیوں کے سنگین حملے اور بے باکانہ دشمن پر هجوم ' همیشہ یادگار رهیں گے - آخري معرکے (میں عبد ربہ) تو اس بے پروائي سے لڑے کہ اپنے تئیں زخمي کردیا - الحمد للہ کہ زخم شدید نہیں - ان کی والدہ (ام شناق) تمام عربوں میں مشهور هے اور اپنے موثر لہجے میں همیشہ مجاهدین کو جوش و غیرت دلا دلا کر میدان قتال میں بهیجتي رهتي هے (اپکا نامہ نگار احمد عبد الرحمن) *

النیل قاهرہ کے نام

(موسیو کولیرا) مالک اخبار (النیل) فرانسیسي کي فیاض و رحم دل بیوي ' (مسز کولیرا) جو مصري (انجمن هلال احمر) کے طبي وفد کے ساتهہ طرابلس گئي هیں - میدان جنگ سے اپنے اخبار کے نام ٹیلیگرام بهیجتي هیں :—

" افتاب کي شدید حرارت کے نیچے پُراز عذاب الیم سفر کرنے کے بعد ' اب هم (درنہ) پهنچ گئے *

(النیل) کے ناظرین (موسیو کولیرا) کے مسلسل مراسلات میں عثماني کیمپ واقع (سلوم) و (دفنہ) و (طبروق) کے حالات پڑھچکے هیں مگر اٹالین کیمپ کے حالات - تو وہ اس سے زیادہ نہیں کہ کبهي کبهي مسافت بعیدہ سے گولوں کے چهوٹنے کي اوازیں آجاتي هیں جو کسي جنگي مقابلے کي نو خبر نہیں دیتیں البتہ اسطرح کے احتمالات پیدا کردیتي هیں کہ شاید اٹالین کیمپ سے قریب هوکر کوی اونٹهہ گذرا هے اور اگر ایسا نہیں هے تو کسي پرند نے تو زور سے اپنے پروں کي گرد ضرور جهاڑي هے *

اٹلی نے طرابلس میں صرف خرچ کرنے هی کی طاقت دکهلائی هے ؛ لیکن اهل عرب پُر اسکی بارود اور گولوں کی طرح

طلائی بخششیں بھی بیکار ثابت ہوئیں ؛ وہ جسقدر سازشي اور پر فریب کوششیں انکے ملانے کی کرتی ہے ' اتنا ہی انکی استقامت بڑھتی جاتی ہے ؛ جسقدر اطالی جاسوس غداري کے پیغامات لیکر گئے انکو عربوں نے پکڑکر (انور بک) کے پاس (برقہ) میں بھیجدیا اور جو کچھہ رشوت اپنے ساتھہ لاے تھے وہ بھی عثمانی کیمپ کے سپرد کردي - اس طرح کے واقعات سے ابتو کوئی دن خالی نہیں جاتا ؛ یہ عثمانی کیمپ کی فتوحات بالائی کا ایک نہایت مفید ذریعہ ہوگیا ہے ' اگر کسی دن نقد روپیہ ہاتھہ نہیں آتا ' تو مضائقہ نہیں ؛ کیونکہ اسکی جگہ بکثرت ذخیرۂ رسد اور طرح طرح کی کھانے پینے کی قیمتی اشیا انکے پاس پہنچ جاتی ہین اور عثمانی رسد خانے میں داخل ہوجاتی ہین - تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ خود ہمنے اطالی کیمپ سے بھیجی ہوئی ' یہ اشیاے پر تکلف کھائی ہیں جو ایک دن پیشتر وہاں پہنچی تھیں - میں نے جنرل کمانڈر سے جب کہا کہ اطالی کیمپ کے ذرائع رسد کو کسی طرح مسدود کرنا چاہئے کیونکہ اٹلی سے انہیں بغیر کسی روک کے بکثرت ذخائر پہنچتے رہتے ہیں ؛ تو اس نے کہا : ہرگز نہیں ' یہ تو خود اپنے ہاتھوں اپنا دستر خوان اولٹ دینا ہوگا *

ہر روز ہمارے لشکر میں اطالی چھاؤنی سے چھینی اور اڑائی ہوئی طرح طرح کی قیمتی چیزیں اور جدید آلات و ادوات لالاکر ڈھیر کی جاتی ہیں - پچھلے آخري دنوں میں عثمانی کیمپ نے (طبروق) سے (درنہ) تک تیلیفون لگا کر دو بڑے فوجی مرکزوں کو باہم متصل کردیا ہے ' آپ تعجب کریں گے کہ اسکے لئے جسقدر کھمبے گاڑے گئے ' وہ سب کے سب اطالی کیمپ کی فتوحات سے ہیں ! ،

عثمانی اپنی ایک گولی بھی بیکار ضائع کرنا نہیں چاہتے ' اور دشمن کی بزدلی سے انکو ضرورت بھی پیش نہیں آتی ؛ کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے قلعوں مین متحصّن رہتے ہین اور خواہ عرب کتنا ہی چھیڑ چھیڑ کر نکالنا چاہین مگر قدم باہر نہیں نکالتے *

عرب مجاہدین کی آجکل اسکے سوا اور کوئی آرزو نہیں کہ کسی طرح اطالی قلعوں سے نکلیں اور تھوڑي دیر کیلئے بھی جم کر مقابلہ کریں ؛ وہ امیدیں اور کوششیں کرتے کرتے تھک گئے ہیں روز کوئی نہ کوئی چھوٹی سی جماعت نکلکر اطالین کیمپ کی طرف چلی جاتي ہے اور انکے قلعوں سے چند گز کے فاصلے پر پہنچکر اپنی تمام طاقت صرف کردیتی ہے کہ کسی طرح دشمن آمادۂ مقابلہ ہوکر باہر نکلے ' لیکن اونہیں اسکے سوا اور کچھہ نہیں آتا کہ عربوں کو دیکھتے ہی توپوں کو فتیلہ لگادیں ' اور یہی ایک کام رہگیا ہے جسمیں اب ڈیڑہ لاکھہ اتالین فوج مصروف رہکر ' اپنے ورود طرابلس کی قیمت وصول کررہی ہے *

لیکن اگر انکا خیال ہے کہ توپون کی گھن گرجاہت سے انکا دشمن بھاگ جائیگا تو وہ سخت غلطی میں ہیں ؛ کیونکہ عرب مجاہد ایک شدید جنگی طبیعت ہے جسکو بارود کی بو سے بڑھکر اور کسی چیز سے تفریح نہیں ہوتی - وہ جب دیکھہ لیتا ہے کہ گولہ باري اسکو نقصان نہین پہنچا سکتی تو اسکی آواز کا شوق و کیفیت کے ساتھہ عادي ہو جاتا ہے ' یہاں تک کہ اگر کوئی دن اسکی صداؤں کے نغمات سے خالی جاتا ہے تو افسردہ خاطر ہوجاتا ہے *

اسکے جنگی خصائل مین یہ داخل ہے کہ اگر وہ زخمی ہوتا ہے تو زخمونکی مرہم پٹی کرکے معاً پھر میدان جنگ میں آکر مصروف کارزار ہوجاتا ہے ؛ اور اگر زخم شدید ہوتے ہیں ' تو بھی صرف اتنی دیر کیلئے میدان جنگ سے غیر حاضر رہتا ہے جو معالجہ کا کم سے کم وقت ہوسکتا ہے اور پھر ہر حال میں جان بازي کا ولولہ اسکي پیشاني پر چمکتا رہتا ہے -

خلاصۂ احوال یہ ہے کہ عرب اور عثماني ہمیشہ دشمن پر حملہ و ہجوم ' اور اتالین ہر حال مین قلعوں کے اندر سے اپنا ذخائر جنگ خالی کرتے رہتے ہیں *

اتالین خبر رساني کي کمپنی کي بے تکان کذب بیانیوں پر حیران ہوں ' معلوم ہوتا ہے کہ عثماني مقتولین و مجروحین کي تعداد لکھتے ہوے ہمیشہ اعداد کی دہنی جانب کو نقطوں کے خط سے خوشنما بناتي رہتي ہے - میرے لئے اس امر کا ثبوت واعلان بالکل آسان ہے کہ وہ ہمیشہ دنیا کو دھوکا دیتي ہے اور اسکا کوئی میزان کذب و فریب سے خالی نہیں - میں جب سے پہنچي ہوں' عثماني شفا خانوں میں شب و روز وقت بسر کرتي ہوں ہر لڑائی کے بعد جسقدر زخمی سپاہ واپس آتی ہے ، وہ مجھسے پوشیدہ نہیں رہسکتی ' میں عنقریب تفصیلی اعداد و شمار سے اپکو اطلاع دونگی اس وقت اپ اتالین ایجنسی کی کذب بیانیوں کا اندزہ کر سکین گے *

قسطنطینہ کی ڈاک

صباح کے تار

نصرۃ الہی کا ایک معجزہ ' اطایون کی بے شمار ہلاکت

۳۱ - مئی کے معرکے کی تفصیل

از سیدي سعید ۱۰ - جون

۳۱ مئي کو (بوکماش) اور (فروہ) کے قریب سخت لڑائي ہوئي اطالي فوج کے تین حصے تین مختلف سمتوں پر نکلے تھے - ایک گروہ (سیدي سعید) کی طرف جا رہاتہا جسپر وہاں کے عربي کمپ کے مجاہدین ٹوٹ پڑے' دوسرا گروہ (بوکماش) کي جانب نکلا ہي تہا کہ (ضلیلہ) کے عربوں سے مدبھیڑ ہوگئي ' تیسرا گروہ مغربي حصے کی طرف جو (تیونس) کي سرحد کی جانب واقع ہے جارہا تہا مگر (طویلۂ غزالہ) کے مجاہدین نے حملہ کردیا *

دشمن کی ان افواج کے ساتھہ پانچ مؤثر توپیں تھیں اور پندرہ گاڑیاں؛ تینوں جانب سخت و شدید معرکہ ہوا وہ اپني طبیعۃ ثانیہ کے مطابق تین گھنٹے سے زیادہ نہ ٹھہرسکے اور ایک یادگار و ذلیل کن شکست کے ساتھہ بھاگ گئے ؛ لیکن مجاہدین کا ہیجان و غضب اب اس حد تک پہنچ گیا تہا جسکو روکنا انساني طاقت سے

باهر تها - وہ جاں باز، جو اپنی موت کو اپنے دشمنوں کے وجود سے کم حقیر نہیں سمجھتے، محال تها کہ مدت کے بعد ایک موقعہ پاکر دشمن کو میدان قتال میں سے چھوڑ دیتے - بھوکے شیر کی طرح مجاهدین نے گروہ بلاتحاشہ ایک ایک اطالی کے تعاقب میں دوڑتے چلے گئے اور خون کے فواروں اور لاشوں سے تمام راہ پٹ گئی یہاں تک کہ اطالیوں کو اپنے استحکامات میں پہنچکر بھی امن نہیں ملا، متعاقبین انکے حدود کو طے کرکے ساحل تک بڑھتے چلے گئے، بقیۃ السیف جب اپنے جہازوں اور (بوکماش) کے برج میں جاکر چھپ گئے، تو فتحیاب لشکر اسلام واپس آیا *

قیمتی اسلحہ، ذخائر جنگ، سامان رسد اور سینکڑوں اشیا مال غنیمت میں اسقدر کثرت سے هاتھ آے کہ پہلے کبھی نہیں آے تھ یہ شکست بھی یادگار اور منجملہ طرابلس کے مخصوص واقعات کے ہے - انکا نقصان بےشمار ہوا - صحیح تعداد کا اندازہ محال ہے؛ کیونکہ میدان جنگ سے زیادہ مقتول و مجروح، بھاگتے هوے متعاقبین کے هاتھ سے هوے اور وہ شمار میں نہیں آسکتے میدان میں سینکڑوں لاشیں تو اسی وقت انہوں نے گاڑیوں میں لادلی تھیں - همارا نقصان اتنا هوا: ۳ مجاهد شہید اور ۶ - مجروح هوے *

یہ فی الحقیقت ایک الہی معجزہ اور محض نصرۃ الہی تھی - جن آنکھوں نے میری طرح اس خارق عادت واقعہ کو نہیں دیکھا، مشکل ہے کہ میں انکو اپنی صداقت کا یقین دلا سکوں لیکن خداے عظیم و برتر کی قسم کھاکر اپنے ایک ایک لفظ کا یقین دلاتا هوں، میں عین میدان قتال میں موجود تها، اور جو کچھ لکھ رہا هوں اسپر وہ علیم و رقیب شاهد ہے *

۲

شیخ سنوسی کا استقبال

(شیخ سنوسی) کی تشریف آوری کی خبر سنکر (انور بک) نے جو جماعت استقبال (جغبوب) روانہ کی تھی - اسمیں علاوہ عام افسروں اور سپاهیوں کے مندرجہ ذیل اشخاص تھے - نوری بک ڈاکٹر عبد الغنی بک زاهد ڈاکٹر عبد الکریم بک - حسین جاهد بک - شیخ نے کمال احترام اور عزت سے اس جمات کی پذیرائی کی اور عنقریب (جغبوب) سے روانہ هونے والے هیں *

انگلش میل

* * *

اگر اس هفتے کی خبروں کو پہلی جون سے شروع کیا جاے تو ۲۸ جون کو (ابوکماش) مین ایک سخت لڑائی هوی، چھ هزار ترکوں پر اٹالین فوج نے حملہ کیا، ترکوں کا کیمپ بالکل تباہ هوگیا اور ۵ سو شہید و مجروح هوے (روما ۲۹) اس عدیم النظیر فتح یابی سے اٹلی کے قومی مفاخر اور ملی عزو شرف کے جذبات متحرک هوگئے پارلیمنٹ میں قومی گرمجوشی کا طوفان بپا رہا - (۲۹ جون) لیکن پهر وهی ضعیف و معطل ترک جنگی ۶ هزار کی جمعیت کل چند گھنٹوں کے اندر اٹالین سنگینوں کی نوکوں سے زخمی هوتے هوے بهاگ گئے تھی، آج یکایک زندگی کی ایک کروٹ لیتے هیں، اور ایک خندق کی پناہ کے حاصل کرنے مین کامیاب هو جاتے هیں، اور گو تین جنگی جہاز مسلسل آگ برساتے رہے، اور اٹلی کی زری ڈویژن مقابل هری لیکن پهر بهی ۱۰۵ اطالیوں کو مقتول اور ۶۸ کو زخمی کرکے میدان جنگ سے منهہ موڑتے هیں - لیکن اسکا سبب یہ تها کہ انہیں رات بهر مین مزید کمک پہنچ گئی تهی، اور خواہ کچھ هو، پهر بهی انکے مقتول اٹلی کے مقتولین سے ۹۵ زیادہ هوے، گو زخمی ۶۸ کے مقابلے مین صرف ۲۶ - (۳۰ جون)

اسکے بعد ایک هفتہ تک بالکل خاموشی رهتی ہے، لیکن ۹ - جولائی کو روما کی خبر رسانی کے صادق البیان دفتر کی لبیں هلتی هیں اور اپنی عظیم الشان نصرت کا ایک بے پروا اور عادی فتح یاب کی طرح، نہایت مختصر، مگر جامع لفظوں مین اعلان کرتا ہے: ایک شدید معرکے کے بعد اٹالین فوج نے (مضرتہ) پر قبضہ کر لیا، ترکوں اور عربوں کی طرف سے گو سخت مدافعت هوی مگر حملہ آوروں کی سنگینوں کے آگے کچھ نہ چل سکی، انکے صرف ۹ آدمی مقتول مگر ۱۲۱ زخمی هوے -

یہ (روما) کی روایات هیں جو اس هفتے دنیا کو سنائی گئیں (ابوکماش) کی فتح پر اٹلی کی پارلیمنٹ میں قومی مسرت و شادمانی کا طوفان اٹھا هو تو کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ طرابلس کے اٹالین کیمپ میں نصرت و کامیابی کی جو دائمی خشک سالی ہے اسکی کچھ نہ کچھ تلافی هونی هی چاهئے

بہرحال اب یہ کہنا ضروری نہیں رہا کہ یہ خبریں کہاں تک همکو صحیح تازہ حالات کی خبر دیسکتی هیں؟ (مضرتہ) اسمیں شک نہیں کہ طرابلس کا ایک قیمتی جنگی مقام تها، مگر صحیح حالات کیلئے مصر اور ترکی کی ڈاک کا انتظار کرنا چاهئے -

عالم اسلامی

اسلامی ممالک کی عام خبروں میں (مصر) کی (حزب الوطنی) کے تازہ مصائب قابل ذکر هیں، (لارڈ کچنر) اُن انتظامات سے فارغ هوگئے، جنکی مصر میں جنگ طرابلس کے لحاظ سے ضرورت تهی، اب انکی دلچسپی اور اثبات وجود کیلئے اور کوئی نہ کوئی مشغلہ هونا چاهئے *

سب سے پہلے یہ نیا سلسلہ (فرید بک) سے شروع هوا جو (مصطفی کامل) کا جانشین، اور (حزب الوطنی) کا پرسیڈنٹ ہے، اور اسکے بعد (عبد العزیز جاویش) پر نظر انتخاب پڑی، جو اکسفورڈ یونیورسٹی کا سابق عربی پروفیسر اور (العلم) کا اڈیٹر تها؛ ان دونوں پر مقدمات قائم کئے گئے لیکن فیصلے سے پہلے هی

پوشیدہ قسطنطنیہ نکل گئے ' وہاں سے (الهلال العثمانی) نیا روزانہ اخبار انھیں دو شخصوں نے جاری کیا ہے *

۳ - اور ۴ - کی تاربرقیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھہ اور لوگ بھی گرفتار ہوے ہیں' جنہوں نے (لارڈ کچنر) [خدیو] اور [وزیر اعظم] مصر کے خلاف کوئی " سخت اندیشہ ناک " سازش کی تھی ' اور اُن میں دو مشہور وطنی ہیں - غالباً انمیں سے ایک تو (اسماعیل رضا) ہوگا ' جس نے حال میں (سعد پاشا زغلول) کے مستعفی ہوجانے پر مسلسل مضامین شائع کیے تھے اور پھر جب (شبین الکوم) کے جلسے میں عربی قصائد (لارڈ کچنر) کی مدح میں پڑھے گئے ' تو انکے جواب میں نظمیں لکھیں تھیں *

لارڈ کچنر کے تقرر کے وقت ہاوس اف کامنز کے نکتہ چین ممبر متعجب تھے کہ ایک ملکی عہدے سے ایک از سر تاپا فوجی طبیعت کو کیا تعلق ؟ مگر بقول مسٹر [بلنٹ] کے : انکو اسکی علت دریافت کرنے کیلیے زیادہ دیر تک انتظار کرنا نہیں پڑا اور جنگ طرابلس سے معاً خفیہ منصوبے اور قرار داد بے نقاب ہوگئے ' بعض موقعوں میں ملکی عہدوں کیلئے بھی فوجی طبیعت کی خشونت اور سختی مطلوب ہوتی ہے اور شاید برطانیہ کو مصر میں اپنی جدید پالیسی کیلئے اسی کی ضرورت تھی : لیکن تا ہم پولیٹکل امیدوں کی جڑ جب کسی زمین میں اپنی جگھہ پیدا کرلے تو پھر اسکے زیر زمین ریشوں کا شمار آسان نہیں ' مصر کی وطنی امیدوں کی خواہ کتنی ہی تحقیر کی جائے ' لیکن وہ اب اپنی ابتدائی منزل سے گذر چکی ہے *

اب قسطنطنیہ جولائی سنہ ۱۸۹۸ سے پہلے کا قسطنطنیہ نہیں رہا ' جب مصر کے پولیٹکل مفروروں کو حریت خواہونکے قدیمی ملجا [جنیوا] میں پناہ ڈھونڈھنی پڑتی تھی' اب مصری وطن پرستوں کی جمعیت وہاں روز بروز بڑھتی جاتی ہے ' [الهلال العثمانی] کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب باقاعدہ طور پر [حزب الوطن] کا مرکز قاہرہ سے قسطنطنیہ میں منتقل کردیا جائیگا *

شوکت پاشا کا استعفا

لیکن اس ہفتے کی تار برقیوں میں سب سے زیادہ اہم خبر ' ترکی کے نئے فوجی دور کے روح و رواں [محمود شوکت پاشا] کا وزارت جنگ سے استعفا ہے ' اور اسکی وجہ جو بتلائی گئی ہے وہ بالکل غیر تشفی بخش ہے : یعنی [البانیا] میں ظہور فساد سے آنکی شان میں فرق آگیا تھا ' اسلیے مستعفی ہوگئے *

محمود شوکت پاشا کا استعفا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے ۔ تعجب یہ ہے کہ گذشتہ چارسال کے اندر سخت سے سخت نازک موقع پیش آئے اور [کرنیل صادق بے] کے واقعہ میں تو پارٹیوں کے نزاعات اور فوجی جماعتوں کے سیاسی اشتغال کے مسئلہ کی پیچیدگی نے انکے عہدۂ وزارت کو ایک زلزلۂ عظیم میں ڈالدیا - لیکن پھر بھی انکو جنبش نہ ہوئی ' اور زور کے ساتھہ اپنی جگھہ پر قائم رہے ' اب ایک ایسے نازک وقت میں کہ عثمانی شرف و عزت کا فیصلہ کرنے والا ہے ' انکا علحدہ ہوجانا بغیر کسی شدید تغیر کے ممکن نہیں *

فوجی بغاوت کی جو خبریں گذشتہ ہفتے شائع ہوی تھیں ' ۵ جولائی کا تار اُسکے متعلق اطمینان انگیز لفظوں میں خبر دیتا ہے کہ " امید افزا جذبات رونما ہونے لگے ہیں اور یقین کیا جاتا ہے کہ فوجی بے وفائی کی شہرت یافتہ خبروںکا غالب حصہ مبالغہ آمیز ہے "

(البانیا) کے فساد کی خبریں بھی یقیناً مبالغہ سے خالی نہیں ' اور جسقدر بھی ہے ' اُسکو طرابلس کے حالات جنگ کے ساتھہ رکھکر دیکھنا چاہئے ' عثمانی گورنمنٹ پورے استحکام سے سرگرم انتظام ہے ' کئی طاقتور فوجی گروہ مقدونیہ اور سالونیکا روانہ کئے جا چکے ہیں ' ہم آئندہ نمبر میں اِن حالات کے متعلق کافی تفصیل سے بحث کرینگے *

ترکی اور اٹلی کی صلح

دول یورپ اپنی سعی صلح کو بظاہر ابتدائی حالت میں چھوڑ چکے تھے ' مگر ۱۱ - جولائی کو (ریوٹر) قسطنطنیہ سے خبر دیتا ہے کہ :

" قابل اعتماد ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب جنگ کا خاتمہ ہو جائیگا ' آثار و علائم نمودار ہوچکے ہیں ؛ (سعید پاشا) ۳ جولائی کو (وائنا) روانہ ہو گئے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فریقین میں بلا واسطہ باہم قرار داد ممکن الوقوع ہے ---- "

یہ یقینی ہے کہ (اٹلی) کیلئے اب صلح کے سوا اور کوئی راہ نجات نہیں ' مگر (ترکی) کے سامنے بھی صرف ایک ہی راستہ کشادہ ہے ' گو اٹلی نے ترکی کے ایک افریقی علاقے پر ڈاکہ مارنا چاہا ہو لیکن اب وہ ایک عربی قبائل کی جنگ ' اور اسلامی شرف و بقا کے مسئلہ کے سامنے آکر پھنس گئی ہے ' اور اگر ترکی اپنی عزت کی پروا بھی نہ کرے توبھی طرابلس اسلامی و عربی شرف کو ہاتھہ سے نہیں دیسکتا - اسی نمبر میں ناظرین شیخ (سلیمان بارونی) کی زبانی طرابلس کے عربی کیمپ کا پیغام پڑھچکے ہونگے ' اور (انور بک) اس سے پہلے بعینہ یہی پیغام پہنچا چکے ہیں ' پس اگر [صلح] کے آثار صحیح اور قابل اعتماد ہیں ' تو اسکے یہ معنے ہونے چاہئیں کہ اٹلی ترک طرابلس پر راضی ہوجانے کا اقرار کرلینے تک آگئی ہے ' ورنہ بظاہر حال کوئی دوسری صورت ممکن الوقوع نہیں ' [صلح] کے امکان و عدم امکان کے گرد و پیش متعدد اہم مسائل ہیں ' اس بارے میں ہم آئندہ نمبر میں [طنین] اور [اقدام] اور [محمود شوکت پاشا] کے آخری اظہارات کا ترجمہ کرینگے -

[الهلال] الیکٹریکل پرنٹنگ ورکس نمبر ۷ - ۴ - مکلاوڈ اسٹریٹ - کلکتہ سے [مظہر الحق] نے چھاپکر شائع کیا

عاشقانِ ختمِ نبوّت کیلئے سُنہری موقع

(افریقی طلبا کی کفالت)

ربوہ میں ایک عرصہ سے بیرونی ممالک کے طلباء کو تعلیم و تربیت دے کر اُن ممالک میں کفر و ارتداد کا کام لیا جا رہا ہے۔ اِس کے موثر دفاع کے لئے ادارہ دعوت و ارشاد نے اُن ممالک سے ایسے نوجوان طلب کئے ہیں۔ جو اپنی زندگیاں ختم نبوت کے لئے وقف کر سکیں۔ اُن کو اِس طرح دینی و دُنیوی تعلیم و تربیت دیکر واپس بھیجا جائے۔ کہ وُہ اِسلام اور ختم نبوت کی خدمت کریں۔ اور قادیانی نبوت باطلہ کا پردہ چاک کر کے مسلمانوں کو اُن کے دامِ تزویر سے بچائیں۔

الحمد للہ اِس مبارک کام کی ابتدا ہو چکی ہے۔ آٹھ طلبا کی پہلی جماعت مغربی افریقہ کے ملک گھانا سے پہنچ چکی ہے۔ نائیجیریا اور سیرالیون سے مزید پچیس طلبا آنے والے ہیں۔ ملک گھانا کے لئے بے پناہ سرمایہ درکار ہے۔ کیونکہ فی طالب علم پانچصد روپیہ ماہانہ خرچ آئیگا۔ اِس مالی بوجھ کے سلسلے میں ہر عاشق رسول ﷺ کا فرض ہے۔ کہ وہ ادارے کا ہاتھ بٹا کر شریک عمل ہو۔ جس کی ایک صورت یہ ہے۔ کہ ایک صاحب خیر ایک طالب علم کا خرچ اپنے ذمے لے۔ اِس کارِ خیر کی ابتدا بعض عاشقانِ رسول کر چکے ہیں۔ فجزاہم اللہ خیرا

قادیانیوں کی بیرون ملک سرگرمیوں پر سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی کی جوابی کاروائی

قادیانیوں نے پاکستان اور عرب دنیا میں غیر مسلم اقلیت پا جانے کے بعد بیرون ملک اپنی سرگرمیاں تیز تر کر دی ہیں۔ مغربی افریقہ کے ممالک خاص طور پر اُنکی آماجگاہ ہیں۔ چنانچہ ادارہ دعوت و ارشاد کے ناظم اعلیٰ اور اُن کے رُفقاء ۱۹۷۶ء سے اب تک دو مرتبہ برطانیہ اور مغربی افریقہ کا دورہ کر چکے ہیں۔ اور قادیانی مذہب کو عوام کے سامنے بے نقاب کر چکے ہیں۔

ایک اور سازش کا سدِّ باب :۔ قادیانی عرصہ دراز سے قرآن مجید کے تراجم و تفاسیر کی آڑ میں اپنے لادینی اور باطل نظریات و عقائد کی تبلیغ میں معروف ہیں قادیانیوں نے ایسے تراجم لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم کر کے لوگوں کو گمراہ کیا۔ مولانا موصُوف نے اپنے دورے کے دوران اِس سازش سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ بلکہ ۲۱-۲۲ اگست ۱۹۸۰ء کو علماء کنونشن منعقدہ اِسلام آباد میں صدر مملکت کے رُوبرو یہ تلخ حقائق پیش کر کے افضل جہاد کا فریضہ انجام دیا۔ چنانچہ صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاالحق نے اپنی جوابی تقریر میں یقین دہانی کرائی۔ کہ آئندہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر پر کڑی نگاہ رکھی جائے گی۔ اور خلاف اِسلام مواد چھاپنے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے گی"

چنانچہ ۷۔ اپریل ۱۹۸۱ء کو صدر پاکستان سے براہ راست ملاقات کے دوران تحریف شدہ مواد پیش کیا گیا۔ الحمد للہ حکومت نے یکم جون ۱۹۸۱ء کو مرزا بشیر الدین محمود کے مترجم قرآن پاک کی باقاعدہ ضبطی کا اعلان کر کے ایک مستحسن قدم اٹھایا ہے۔ ہم اِس اقدام پر حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ظفر اللہ خاں مولوی شیر علی۔ ملک غلام فرید اور مولوی محمد علی کے تراجم و تفاسیر کو بھی فی الفور ضبط کیا جائے۔ تاکہ اِس فتنہ کا مکمل سدِّ باب ہو سکے۔

ربوہ کا نام تبدیل کیا جائے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ گمراہی کے مرکز "ربوہ" کا نام تبدیل کر کے مسلمانانِ پاکستان کے جذبات کا احترام کیا جائے

منجانب

شعبہ نشر و اشاعت ادارہ دعوت و ارشاد چنیوٹ

پاکستان۔